بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث القرآن

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

اہلحدیث

لاہور

مسلک اہل حدیث کا داعی

جلد: 46

۲۱ تا ۲۷ صفر ۱۴۳۷ھ 4 تا 10 دسمبر 2015ء

شمارہ: 46

رابطہ عالم اسلامی

اسلام دہشت گردی کا نہیں امن وسلامتی کا دین!

مظلوم کشمیریوں سے متعلق اِس کا موقف دوٹوک رہا ہے: ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

چلتے زمین پر تو قدموں کی آہٹ آسمان پر سنائی دیتی

اسلامی تہذیب وتمدن

ثقافتِ اسلامیہ کے چند روشن پہلوؤں سے انتخاب!

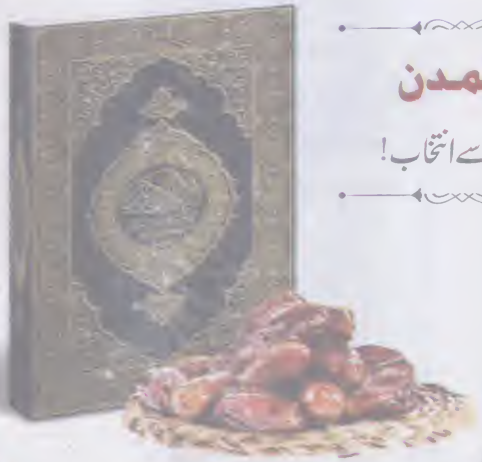

- کھانے کے وقت تسمیہ.....؟!
- عدالتی خلع کی حیثیت.....؟!
- نماز کے لیے امام کی صفات.....؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

مومن عورتوں کو حیاء کا حکم قرآن

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ (النور: 31)

''مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت (بناؤ سنگھار) کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مارے رکھیں اور اپنے سنگھار کو ظاہر مت کریں۔''

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مومن مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا وہیں مومن عورتوں کو بھی نظریں جھکانے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ مردوں پر نظر ڈالنے سے اپنی آنکھوں کو بچائے رکھیں کیونکہ یہ چیز فتنہ کی طرف لے جانے والی ہے۔ امہات المومنین جو مسلمان عورتوں کے لیے نمونہ ہیں جن کی تربیت براہ راست حضور اکرم ﷺ کے زیر سایہ ہوئی ہے ان کے لیے بھی مصلح اعظم ﷺ کا یہی حکم تھا کہ اجنبی مردوں پر نظر پڑنے سے اپنے آپ کو بچائیں۔ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ ایک نابینا صحابی تھے، نبی کریم ﷺ کے گھر تشریف لائے تو سیدہ میمونہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف فرما تھیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ''حجاب کرو۔'' فرمانے لگیں: وہ تو نابینا ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو اسے دیکھ سکتی ہو نا!'' گویا شریعت نے ہر اس چیز سے بچنے کا حکم دیا ہے جو فتنہ کی طرف لے جانے والی ہو۔

اسی کے ساتھ مذکورہ آیت میں خواتین کو اپنی زیب وزینت کی نمائش سے بھی روکا گیا ہے اور اس میں خوبصورت لباس، زیورات اور تمام بدن شامل ہے۔ جبکہ صرف اس چیز کی اجازت دی گئی ہے جس کا ظاہر ہونا لازمی ہے۔ لیکن اس (اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا مگر جو ظاہر ہے) سے بیسیوں معانی اخذ کرتے ہوئے فتنہ کو گھسنے کی جگہ دی جاتی ہے۔ جبکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عام لباس ہے جو ایک عورت ستر پوشی کے لیے پہنتی ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک کی آیت ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف) اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو چونکہ ظاہری لباس جس کو عادت کے مطابق پہنا جاتا ہے، کی نمائش کو روکا نہیں جا سکتا ہے اسی لیے فرمایا مگر جو اس زینت سے ظاہر ہو یعنی وہ سادہ لباس جو عام طور پر پہنا جاتا ہے اور اس لباس میں ایسی کوئی چیز نہ ہو جو فتنہ کو دعوت دیتی ہو۔

ان خوبصورت احکامات اور وصیتوں پر اگر عمل کرنے میں اب تک کوتاہی کے مرتکب ہوئے ہیں تو اللہ نے آیت کے آخر میں توبہ کی نصیحت کی ہے جو تلافی ماضی کا ایک ذریعہ ہے ہمیں چاہیے کہ ماضی کی کوتاہیوں پر اشک ندامت بہاتے ہوئے آئندہ کی زندگی اللہ کے احکامات کے مطابق بسر کرنے کا عزم مصمم کریں تاکہ فتنوں اور آزمائشوں سے بچا جا سکے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

موت کو موت

[إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ، وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! لَا مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ! لَا مَوْتَ، فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ.] (متفق عليه)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنت والے جنت کی طرف اور آگ والے آگ کی طرف چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا حتی کہ اسے جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کیا جائے گا۔ منادی کرنے والا آواز لگائے گا اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے آگ والو! اب موت نہیں ہے۔ یہ آواز سن کر جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور آگ والے اور زیادہ غم میں ڈوب جائیں گے۔'' (بخاری ومسلم)

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار یا اس سے فرار ممکن ہی نہیں، لیکن ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب موت کو بھی موت آ جائے گی۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنم والے آگ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ یعنی تمام مخلوق کے اعمال کا حساب مکمل ہو کر ہر کوئی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے گا تو موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا، حتی کہ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان ایسی جگہ پر لایا جائے گا جہاں سے جنت اور جہنم والوں کو بآسانی آواز پہنچے گی۔ وہاں پر اس موت کو جسے مینڈھے کی شکل دی گئی ہے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر آواز لگانے والا آواز لگائے گا: ''اے جنت والو! اب موت نہیں آئے گی، اے آگ والو! اب تمہیں بھی موت نہیں آئے گی۔'' اس لیے کہ موت کو ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیا گیا ہے۔ یہ اعلان سن کر جنت والے خوش ہوں گے کہ اب ہمیشہ کے لیے آرام ہے اور جنت میں اکتاہٹ کا احساس بھی نہیں ہوگا، جنت کی نعمتیں دل لبھانے والی ہوں گی۔ جبکہ آگ والے یہ آواز سن کر پریشان ہوں گے کہ وہاں سے نکلنے کی تمام امیدیں ٹوٹ چکی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذاب ہوگا، نہ اس عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ہی عذاب کا سلسلہ منقطع ہوگا، وہ غموں میں ڈوب جائیں گے۔

عذاب جہنم بہت سخت عذاب ہے اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مشقت میں نہیں ڈالتا۔ جب موت کا وجود ہی ختم ہو جائے گا تو غم اور عذاب سے نجات کیسے ہوگی؟ نجات کا راستہ کھلا ہے مگر اکثر لوگ اس راہ پر چلنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بقول شاعر ؎

اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے　　مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

پاکستان اور لبرل ازم ایک ساتھ نہیں چل سکتے

پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد اور اسلامی جمہوری اور فلاحی مملکت کے لیے معرض وجود میں آیا تھا تا کہ مسلمان آزادی کے ساتھ اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھال سکیں۔ اسی نصب العین کے لیے اسلامیان برصغیر نے بیش بہا جانی ومالی قربانیاں پیش کرنے سے کوئی دریغ نہیں کیا۔ قیام پاکستان کے بعد حکمران اپنے وعدے کو بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ کی اس سرزمین میں اسی کا قانون جاری ہوگا۔ افسوس کی بات ہے کہ نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر نظام اسلام کا خواب شرمندہ نہیں ہوا۔ مسٹر بھٹو کے دور میں سوشلزم کا چرچا تھا۔ اب وزیر اعظم نواز شریف نے لبرل ازم کے حق میں بیان دے کر عوام میں تشویش پیدا کر دی ہے۔ اس پر امیر محترم پروفیسر ساجد میر ﷾ نے اپنے خطبہ میں تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے جسے ہم ادارتی کالموں میں شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ پاکستان اور لبرل ازم ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ مغرب لبرل ازم کو ایک نظریاتی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا آرہا ہے اور اب اسے اسلامی آئیڈیالوجی کو اُبھرنے سے روکنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے، وزیر اعظم نواز شریف کو لبرل ازم کے حق میں دیے گئے بیان کی وضاحت کرنی چاہیے کہ انہوں نے یہ بات کس تناظر میں کی ہے، دینی اور نظریاتی حلقوں میں وزیر اعظم کے بیان پر تشویش بجا ہے۔ جامعہ ابراہیمیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ لبرل ازم کے تصور کو اسلام کو دوبارہ ایک بالادست قوت بننے سے روکنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ اسلام اعتدال کا مذہب ہے اسے لبرل ازم کی ضرورت نہیں ہے، پاکستان اسلام کے نام پر بنا اس کی اپنی پہچان اور تشخص ہے اسے کسی دوسری تہذیب کے رنگ میں نہیں رکھا جاسکتا۔ وزیر اعظم نے اگر دہشت گردی اور انتہا پسندی کی نفی میں یہ بات کی ہے تو انہیں یہ اصطلاح استعمال نہیں کرنی چاہیے تھی، اسلام کا مزاج تو پہلے ہی میانہ روی اور اعتدال کا حامل ہے۔ لبرل ازم آزادی کے تصور کی ترجمانی کرتا ہے، آزادی کا مطلب طاقتور کے ہاتھوں انسان کی غلامی ہے۔ لبرل ازم آزادی کا مسحور کن لیکن دھوکے پر مبنی تصور ہے، جو طاقتوروں کے ہاتھ میں ایک انتہائی مہلک ہتھیار ہے۔ لبرل معاشروں میں طاقتور لوگ مسائل کے اُن جوابات کی ترویج کرتے ہیں جو ان کے مفادات کو پورا کرنے کا باعث بنتے ہوں چاہے اس سے ایک عام شہری کا حق ہی کیوں نہ مارا جارہا ہو۔۔ لبرل ازم کے تحت حاصل آزادی دراصل ایک عام آدمی کی طاقتوروں کے ہاتھوں غلامی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لبرل ازم مذہب کا دشمن ہے۔ لبرل ازم نے عیسائی دنیا کو یہ سوچ دے کر دھوکہ دیا کہ مذہبی آزادی کے تصور کے تحت وہ اپنے مذہب پر جس طرح چاہیں عمل کر سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں لبرل ازم مذہب کا مخالف تصور ہے جو تمام مذاہب کا دشمن ہے۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ مذہب اپنی فطرت میں انسان کو اپنے سامنے جھکنے کا حکم دیتا ہے۔ کوئی بھی مذہب انسان کو مقتدر قرار نہیں دیتا اور اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق عمل اختیار کرے۔ مذہب انسان کو ایک مخصوص نظم وضبط کا پابند کرتا ہے چاہے وہ نظم وضبط اس کی پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہو یا صرف اخلاقی اور روحانی مسائل تک محدود ہو۔ انہوں نے کہا کہ لبرل ازم براہ راست مذہب سے ٹکراتا ہے کیونکہ لبرل ازم انسان سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ خود کو صرف اور صرف لبرل تصور کا پابند بنائے۔ لبرل ازم اللہ تعالیٰ کی جگہ انسان کو رب بنا دیتا ہے۔ ایک حقیقی لبرل انسان مذہب کا پابند نہیں ہوسکتا۔ ایک لبرل انسان مذہب کی کچھ باتوں پر عمل یا اجتناب اختیار کرسکتا ہے لیکن ایسا وہ اپنی مرضی اور خواہش کے تحت ہی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لبرل انسان اپنے رب کی نہیں بلکہ خود اپنی پرستش کرتا ہے۔ کوئی بھی مذہب انسان کو آزادی فراہم نہیں کرتا۔ لبرل ازم ایک جھوٹا فلسفہ ہے جس نے کئی نسلوں کو دھوکہ دیا اور عملاً طاقتور کو اقتدار اعلیٰ دے کر دنیا میں جبر اور استحصال کا ماحول پیدا اور عام کیا۔۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
سورۃ الحجرات؛ چند اخلاقی ضابطے (خطبہ حرم)	6
اسلام ..... امن وسلامتی کا دین	10
سیدنا بلال بن رباحؓ	13
اسلامی تہذیب ..... چند خصوصیات	15
فضائل صلہ رحمی	18
یادرفتگان ..... مولانا حافظ عبدالحمید ازہرؒ	20
تبصرۂ کتب	21
طب وصحت	22
اخبار الجماعۃ	25

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ "اہل حدیث"
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بذریعہ وی پی	550/- روپے
بیرونی ممالک سے	5500/- روپے
فی پرچہ	15/- روپے

پبلشر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "السٹر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

مظلوم کشمیریوں کی دادرسی کے لیے رابطہ عالم اسلامی کا مؤقف ہمیشہ دوٹوک رہا ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی

موجودہ دور میں امت مسلمہ بڑی سنگین اور گھمبیر قسم کے فتنوں سے دوچار ہے، جس کا ایک بڑا سبب باہمی انتشار وخلفشار ہے، دوسری طرف بین الاقوامی قوتوں کی سازشیں عروج پر ہیں۔کہیں مسلمان ممالک آپس میں دست وگریبان ہیں تو کہیں بیرونی یلغار کی زد میں، کہیں مسلم اقلیتوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں۔ ان حالات میں نوجوان افراتفری کا شکار ہوکر تشدد اور انتہا پسندی کا راستہ اپنا رہے ہیں جس سے امت مسلمہ کی مشکلات اور مسائل میں اضافہ ہورہا ہے۔ ان تمام مسائل کا حل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقے میں نہ پڑو'' ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان قیادتیں سر جوڑ کر بیٹھیں اور اتحاد واتفاق کا عملی مظاہرہ کر کے امت کو مسائل کے گرداب سے نکالیں۔اس کے ساتھ دینی وسیاسی جماعتوں کے قائدین پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ باہمی فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق پیدا کریں۔عالم اسلام میں سعودی عرب کا کردار سب سے اہم اور مؤثر رہا ہے۔حرمین شریفین کی وجہ سے پوری امت مسلمہ سعودی عرب کو احترام کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ سعودی عرب نے ہمیشہ امت کے لیے مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ عالم اسلام کی سب سے بڑی تنظیم اسلامی کانفرنس کا صدر مقام جدہ میں واقع ہے، جبکہ امت مسلمہ کے علماء وفقہاء اور دانشوروں کی سب سے بڑی تنظیم رابطہ عالم اسلامی کا مرکزی آفس بھی مکہ مکرمہ سعودی عرب میں واقع ہے۔دنیا بھر میں مسلمانوں کے حقوق اور مسلم اقلیات کے دفاع اور تحفظ کے لیے رابطہ عالم اسلامی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے اور مظلوم کشمیریوں کی دادرسی کے لیے رابطہ عالم اسلامی کا مؤقف ہمشہ دوٹوک رہا ہے۔جیسا کہ ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی حفظہ اللہ نے حالیہ دورہ کے موقع پر مسئلہ کشمیر پر دوٹوک بیان جاری فرما کر مظلوم کشمیریوں کی حمایت کا بھرپور اعلان کیا ہے۔اسی طرح مسئلہ فلسطین کے حل، برما کے مسلمانوں کی دادرسی، عراق، شام اور یمن میں پائے جانے والے تنازعات میں سعودی عرب نے ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیا ہے۔آج کا یہ عظیم الشان اجلاس اتحاد امت کے لیے سعودی عرب کے کردار کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ سعودی عرب، پاکستان اور ترکی تین ایسے ممالک ہیں جو عالم اسلام میں اہم کردار ادا کرنے اور امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے زیر اہتمام ''امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے سعودی عرب کا کردار'' کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کیا۔کانفرنس کے مہمان خصوصی ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی حفظہ اللہ سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، پروفیسر سینیٹر ساجد میر، امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان، چیئرمین قائمہ کمیٹی ایوان بالا، ڈاکٹر عبدالکریم ناظم اعلی مرکزیہ چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور، وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، میاں اسلم نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان، مولانا حامد الحق جنرل سیکرٹر جمعیت علماء اسلام (س)، قاری زوار بہادر امیر جمعیت علماء پاکستان اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔مہمان خصوصی ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے عربی میں خطاب کیا۔ ان کے خطاب کی اردو میں مولانا علی محمد ابوتراب نے ترجمانی کی۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان کی مملکت سعودیہ کے ساتھ قربت لائق تحسین ہے۔مرکزی جمعیت اہلحدیث عالم اسلامی کے اتحاد کے لیے رابطہ عالم اسلامی کی معاون کے طور پر سبقت حاصل کرنے والی جماعت ہے۔اتحاد امت کے لیے مملکت سعودیہ کی کوششیں گزشتہ چار ادوار سے جاری ہیں اور مملکت کی اولین ترجیح ہے۔مملکت سعودیہ میں شرعی نظام نافذ ہے، وہاں مسلمانوں کا مرکز ہے اور مملکت سعودیہ کا اتحاد امت کے لیے کردار جاری رہے گا۔ رابطہ عالم اسلامی، اسلامی ممالک میں رابطوں کی تنظیم ہے اور ہمارا مشن یہ ہے کہ عالمی اسلامی مسائل پر رابطوں کو بڑھایا جائے گا۔وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے عوام بلا امتیاز سعودی حکومت اور خادم حرمین شریفین کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں۔ ہم بار بار اس بات کا اعادہ کرچکے ہیں کہ حرمین شریفین اور سعودیہ کی طرف اٹھی ہوئی ہر میلی آنکھ کا رخ موڑ دیں گے۔حکومت پاکستان کا مؤقف حجاز ویمن کے مسئلہ پر دوٹوک ہے۔ رابطہ عالم اسلامی اسلام کے پیغام امن کے لیے کوشاں ہے۔ عالمی برادری ایسے اقدامات سے باز رہے جن کا ردعمل شدت پسندی کی صورت میں نکلے۔مولانا حامد الحق حقانی سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام (س) نے کہا کہ پوری دنیا کی نگاہیں سعودی حکومت، سعودی علماء ومشائخ پر ہیں۔ اتحاد امت کانفرنس اسلامی دنیا میں امن کی جاری کوششوں اور سعودی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔مرکزی جمعیت اہلحدیث مبارکباد کی مستحق ہے۔قاری زوار بہادر امیر جمعیت علماء پاکستان نے کہا کہ ہمارے گھر کو آگ لگی ہوئی ہے جس کا حل رابطہ عالم اسلامی کی فعالیت ہے۔مسلمان آپس میں دست وگریبان ہیں۔اتحاد امت کے لیے پروفیسر ساجد میر کی یہ کانفرنس لائق تحسین ہے۔حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے پوری امت ایک نکتہ پر متفق ہے۔فضیلۃ الشیخ یسین ظفر حفظہ اللہ ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیۃ پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی عوام سعودی حکومت کو عزت کی نگاہ سے واحترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔پوری دنیا میں جہاں پر مسلمان تکلیف اور صدمے میں ہوں تو سعودی حکومت سب سے پہلے ان کی مدد کو پہنچتی ہے۔سعودی دعاۃ اور مبلغین پوری دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے موجود ہیں جن کے کوئی سیاسی مقاصد نہیں ہیں بلکہ قرآن وسنت اور اتحاد امت ہی ان کا مرکز ومحور ہے۔مولانا فضل الرحمٰن مدنی امیر خیبر پختون خواہ نے کہا کہ سعودی حکومت عالم اسلام کی محسن ہے۔ خدمت قرآن وسنت، خدمت حرمین شریفین، خدمت حجاج سعودی حکومت کے امتیازی اعزاز ہیں۔سید عتیق الرحمٰن شاہ محمدی امیر مرکزی جمعیت راولپنڈی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی عوام، جمعیت اہلحدیث اور مملکت سعودیہ کا تعلق عقیدہ اور منہج کا تعلق ہے۔ ہم سعودی حکومت کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان کے بچے، جوان، بوڑھے اور شیوخ الحدیث حرمین شریفین کی حفاظت کے ہمیشہ کے لیے تیار ہیں۔

(ایم این اے۔ میڈیا سیل اسلام آباد 0300-5317158)

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون نمبر: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: hammad3316@yahoo.com

کھانے کے وقت تسمیہ

سوال کھانا وغیرہ کھاتے وقت ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنا چاہیے یا صرف ''بسم اللہ'' ہی کافی ہے؟ اس سلسلہ میں قرآن وحدیث میں کیا صراحت ہے' وضاحت سے لکھیں۔

جواب ہمیں شریعت نے اس امر کا پابند کیا ہے کہ ہر کام کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے' اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کی برکت سے وہ کام بھی بابرکت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''کھانا کھانے کے آغاز میں اللہ کا نام لو' دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔'' (بخاری' الاطعمہ: ۵۳۷۶)

اس حدیث میں مطلق طور پر اللہ کا نام لینے کا ذکر ہے۔ ملا علی قاری اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بسم اللہ کہو یا اللہ کا نام ذکر کرو۔'' (مرقاۃ: ج ۴' ص ۳۶۰)

لیکن ہمارے رجحان کے مطابق پہلا معنی یعنی ''بسم اللہ'' کہنا ہی درست ہے کیونکہ اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں اس امر کی صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچے! جب تم کھانا کھاؤ تو بسم اللہ کہو۔'' (طبرانی کبیر: ج ۹' ص ۱۴)

علامہ البانی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''دوسری روایات میں جو اطلاق تھا اس کی وضاحت اس روایت میں ہے' کھانے کے وقت اللہ کا نام لینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ صرف ''بسم اللہ'' کہا جائے جس کی تائید حدیث نمبر ۱۹۶۵ سے بھی ہوتی ہے' اس بات کو اچھی طرح یاد کر لو کیونکہ یہ ان لوگوں کے نزدیک انتہائی اہمیت کی حامل ہے جو سنت کی تکریم کرتے ہیں اور اس پر کسی قسم کے اضافے کو جائز خیال نہیں کرتے۔'' (ارواء الغلیل: ج ۷' ص ۳۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ کہے۔ اگر ابتداء میں کہنا بھول جائے تو یاد آنے پر ''بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ'' کہے۔'' (مسند امام احمد: ج ۶' ص ۲۰۸)

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ تسمیہ کے طریقہ کے متعلق صریح ترین روایت یہی ہے۔ (فتح الباری: ج ۹' ص ۵۲۱)

ان احادیث وآثار کا تقاضا ہے کہ کھانے کے آغاز میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی بجائے ''بسم اللہ'' کہنے پر اکتفاء کیا جائے۔ واللہ اعلم!

عدالتی خلع کی حیثیت

سوال پچھلے دنوں اسلامی نظریاتی کونسل نے عدالتی خلع کے متعلق کچھ سفارشات حکومت کو پیش کی ہیں کہ مروجہ عدالتی خلع جس میں شوہر کی رضامندی کے بغیر عدالت یک طرفہ ڈگری جاری کرتی ہے درست نہیں۔ اس سفارش کے متعلق شرعی ہدایات کیا ہیں؟ اس کے متعلق ہماری رہنمائی کریں۔

جواب اللہ تعالیٰ نے نکاح کے موقع پر بیوی خاوند کی رضامندی کو بنیادی حیثیت دی ہے' اسلام میں ایسے نکاح کی کوئی گنجائش نہیں جس میں مرد اور عورت کی رضامندی شامل نہ ہو۔ اسی طرح اگر نکاح کے بعد مرد وزن میں ایسا اختلاف ہو جائے جس کا کوئی حل نظر نہ آئے تو اسلام نے اس کا متوازن طریقہ سے حل پیش کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ خاوند کے لیے طلاق کا طریقہ تجویز کیا ہے اور تفریق کے لیے عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔ خلع کے ذریعے عورت اپنے شوہر کو حق مہر واپس کر کے اس سے علیحدگی حاصل کر سکتی ہے' اس خلع کی دو اقسام حسب ذیل ہیں:

- اپنے گھر میں ہی معاملہ کو حل کر لیا جائے اور عورت کے مطالبہ پر خاوند اپنی بیوی سے حق مہر وصول کر کے اسے آزاد کر دے۔
- اگر شوہر اس پر رضامند نہ ہو تو عورت عدالت سے رجوع کر کے اپنا حق خلع حاصل کر لے۔ اس سلسلہ میں قاضی کا فیصلہ شرعی حیثیت رکھتا ہے جس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے: ''اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں میاں بیوی حدود الٰہی پر قائم نہ رہیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ طے ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی اختیار کر لے' یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔'' (البقرہ: ۲۲۹)

حدیث میں اس کی وضاحت آتی ہے کہ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں ثابت بن قیس پر دینداری اور اخلاق میں کوئی عیب نہیں لگاتی مگر میں یہ نہیں چاہتی کہ مسلمان رہتے ہوئے اس کی ناشکری میں مبتلا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو باغ اس نے تمہیں دیا تھا اسے واپس کرتی ہو؟'' وہ کہنے لگی: ''جی ہاں'' اس نے باغ واپس کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور اس نے بیوی کو جدا کر دیا۔ (بخاری' الطلاق: ۵۰۷۶)

اس حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت قاضی سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے اس کی رضامندی کے متعلق دریافت نہیں فرمایا بلکہ عورت کی ناپسندیدگی اور حق مہر کی واپسی پر شوہر کو جدا کرنے کا پابند کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں عدالتی دباؤ کے ساتھ اپنے حق خلع کو شوہر پر نافذ کر دینے کی مجاز ہیں اور اس سلسلہ میں شوہر کی رضامندی ضروری نہیں۔ واللہ اعلم!

نماز کے لیے امام کی صفات

سوال نماز کیلئے کس قسم کے شخص کو امام بنایا جائے، نیز جب اصل امام موجود نہ ہو تو کیا کوئی بھی دوسرا آدمی جماعت کرا سکتا ہے یا کسی خاص صفات کے حامل شخص کو امام بنانا چاہیے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

جواب نماز کو دین اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے، اس کی جماعت کیلئے کسی ایسے شخص کا انتخاب کیا جائے جو کم از کم تین بنیادی صفات کا حامل ہو جو حسب ذیل ہیں:

☆ اس کا عقیدہ صحیح اور قرآن وحدیث کے مطابق ہو، کیونکہ مشرک اور کافر کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز نہیں۔ مشرکین اور کفار کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہم ان کے اعمال کا جائزہ لینے کیلئے آئیں تو انہیں بکھرے ہوئے غبار کی طرح بنا دیں گے۔'' (الفرقان:۲۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین اور کفار کا کوئی عمل بھی اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا، نماز جیسا اہم عمل کیسے قبول کیا جائے گا، لہٰذا امام کو صحیح العقیدہ ہونا چاہیے۔

☆ قرآن کریم اسے زیادہ یاد ہو اور مخارج وصفات کی خوب رعایت کرنے والا ہو، وہ قرآن کریم کی صحیح لب ولہجے سے تلاوت کرتا ہو، جیسا کہ حدیث میں ہے:

''لوگوں کی امامت وہ شخص کرائے جو کتاب اللہ کو زیادہ پڑھنے والا ہو اور اگر قرأت میں برابر ہوں تو ایسا شخص امامت کرائے جو سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو۔'' (صحیح مسلم، المساجد:۶۷۳)

☆ وہ اچھے اخلاق اور صاف ستھرے کردار کا حامل ہو یعنی وہ لوگوں کو مانوس کرنے والا ہو اور متنفر کرنے والا نہ ہو۔ کیونکہ اگر کوئی بداخلاق ہے اور لوگ اس سے بیزار ہیں تو اس کی اپنی نماز محل نظر ہے چہ جائیکہ وہ امامت کا اہل ہو۔ حدیث میں ہے کہ تین آدمیوں کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے: پہلا وہ شخص جو امامت کیلئے کسی قوم کے آگے بڑھے لیکن لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔ (ابوداؤد، الصلوٰۃ:۵۹۳)

اگر مقررہ امام موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کرنا چاہیے، اگر وہ دستیاب نہ ہو تو حاضرین میں سے امامت کے فرائض وہ شخص ادا کرے جسے قرآن زیادہ یاد ہو اور وہ مخارج وصفات کا خیال رکھتے ہوئے قرآن کی تلاوت کرتا ہو۔ لیکن امام راتب موجود ہے تو اسے ہی جماعت کرانا چاہیے، اگرچہ حاضرین میں کچھ افراد اس سے زیادہ قرآن یاد رکھتے ہوں۔ ایسے حالات میں امامت وہی کرائے جو اس کیلئے تعینات ہے، قرآن وحدیث کے متعدد دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

طلاق کے بعد رجوع

سوال میں نے اپنی بیوی کو اس کے ناروا رویے کے پیش نظر ایک طلاق دی، وہ ناراض ہو کر میکے چلی گئی، میں نے فون پر دوران عدت رجوع کر لیا لیکن میرے سسر اس رجوع کو نہیں مانتے بلکہ میری طلاق کو بنیاد بنا کر میری بیوی کے عقد ثانی کیلئے آگے کسی سے بات شروع کر دی ہے، ایسے حالات میں میرے لئے کیا حکم ہے؟

جواب اگر بیوی کا خاوند کے ساتھ رویہ درست نہیں تو طلاق دینے سے پہلے چند ایک مراحل ہیں، خاوند کو چاہیے کہ پہلے ان کو عمل میں لائے پھر اگر حالات درست نہ ہوں تو آخری چارہ کار طلاق ہے۔ اگرچہ شریعت نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا ہے تاہم ناگزیر حالات میں طلاق دینے کی اجازت ہے اور طلاق دینا خاوند کا حق ہے جسے وہ بامر مجبوری استعمال کر سکتا ہے جیسا کہ صورت مسئولہ میں خاوند نے اس حق کو استعمال کیا ہے، اب اس طلاق کے بعد دوران عدت اسے رجوع کا حق ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ان کے شوہر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں تو وہ اس عدت کے دوران میں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔'' (البقرہ:۲۸)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح خاوند کو اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا حق دیا ہے، اسی طرح اسے طلاق کے بعد دوران عدت رجوع کر لینے کا حق بھی دیا ہے، لیکن یاد رہے کہ خاوند صرف دو مرتبہ حق رجوع استعمال کر سکتا ہے۔ جو شخص دو مرتبہ طلاق دے کر اس سے رجوع کر چکا ہو، پھر وہ اپنی عمر میں جب کبھی تیسری طلاق دے گا تو پھر رجوع نہیں کر سکے گا بلکہ وہ عورت مستقل طور پر اس سے جدا ہو جائے گی۔

بہرحال سائل کو پہلی طلاق کے بعد رجوع کا حق ہے جو اس نے استعمال کر لیا ہے، بیوی کے والد کو درمیان میں حائل نہیں ہونا چاہیے، اگر پہلی اور دوسری طلاق کے بعد عدت گزر جائے تب بھی تجدید نکاح سے رجوع ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم نے عورت کے سرپرست حضرات کو تنبیہ کی ہے کہ وہ اس ''حق رجوع'' کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت روکو جبکہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔'' (البقرہ:۲۳۲)

اس آیت کی روشنی میں سرپرست حضرات کو چاہیے کہ وہ اسے عزت نفس کا مسئلہ نہ بنائیں اور خاوند نے اگر رجوع کر لیا ہے تو بیٹی کا گھر آباد ہونے میں رکاوٹ نہ بنیں۔ (واللہ اعلم)

سورۃ الحجرات کی روشنی میں چند اخلاقی ضابطے

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ

مترجم —— جناب محمد اجمل بھٹی/ جناب محمد عاطف الیاس
نظرثانی —— جناب حافظ یوسف سراج

حمد وثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! پرہیز گاری اختیار کرو کیونکہ پرہیز گاری بہترین نور اور انسانی روح کو جانچنے کا بہترین پیمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات)

''بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز ومکرم وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''

جان رکھو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، یہ ہدایت اور نور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (روشنی) اور واضح کتاب آگئی ہے جس کے ذریعہ سے خدا ان لوگوں کو سلامتی کے راستوں پر چلاتا ہے جو اس کی رضا کی اتباع و پیروی کرتے ہیں اور ان کو تاریکیوں (گمراہی) سے اپنے اذن وتوفیق سے نور (ہدایت) کی طرف لاتا ہے اور انہیں سیدھے راستہ پر لگاتا ہے۔'' (المائدہ)

مسلمانو! وہ افضل ترین شے کہ جس میں عقل ودانش، سوجھ اور سمجھ بوجھ کی صلاحیتیں صرف کرنی چاہئیں، اللہ کی کتاب میں اسرار ورموز تلاش کرنا، پوشیدہ حقائق تک رسائی کی کوشش کرنا اور قرآن کی تشریحات کی جانچ پڑتال کرنا ہے کیونکہ قرآن کریم میں راہِ ہدایت کی واضح نشانیاں اور دین کی بنیادیں موجود ہیں۔ یہی قرآن تمام فتنوں اور مشکلوں سے بچنے کی پناہ گاہ ہے، یہ ہمیشہ رہنے والی نعمت ہے، یہ دین اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے، یہ برائی کو روکنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ کا کلام دلوں کی شفا ہے۔ متشابہات اور اختلاف والی اشیا کے بارے میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے قرآن حکیم کو بہارِ دل بنایا، عظیم افکار کو اعلیٰ اسلوب میں بیان فرمایا۔ یقیناً! انسانی عقل، قرآن حکیم کے پوشیدہ معانی تک نہیں پہنچ سکتی، اس کے مکمل اوصاف زبان بیان نہیں کرسکتی۔ سعادت مند ہے وہ شخص جو دل وجان سے قرآن کریم کی طرف متوجہ ہوگیا، جس نے پورے جذبے کے ساتھ فکر ودانش کی صلاحیتیں قرآن کے لیے وقف کردیں۔ صاحبِ توفیق بھی وہی ہے جسے تدبرِ قرآن کی توفیق ملی، قرآن کے ذریعے سے نصیحت کرنے اور نصیحت لینے کے لیے چن لیا گیا۔ ایسا شخص قرآن کے باغات میں مزے سے سیر کرتا ہے اور پاکیزہ نہروں سے سیراب ہوتا رہتا ہے۔

قرآن دلوں کو خوشی سے بھر دیتا ہے، طبیعت کو پھولوں کی سی خوشبو سے معطر کردیتا ہے، اپنے الفاظ کے ذریعے دلوں کو زندگی بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو روح کا نام دیا ہے۔ فرمایا:

''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی صورت میں اپنی ایک (خاص) روح بھیجی۔''

قرآن دلوں کو خوشی سے بھر دیتا ہے، طبیعت کو پھولوں کی سی خوشبو سے معطر کردیتا ہے، اپنے الفاظ کے ذریعے دلوں کو زندگی بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو روح کا نام دیا ہے۔

اے امتِ قرآن! مخلوق کے کلام پر کلام اللہ کی برتری اور فضیلت ویسے ہی ہے جیسے کہ مخلوقات کے مقابل رب کا مقام ومرتبہ ہے۔

امام شاطبیؒ بیان کرتے ہیں:

''قرآن کریم اسلامی شریعت کا کل ہے، یہ ملت اسلامیہ کی بنیاد، حکمت اور سمجھداری کا سرچشمہ، رسالت کی دلیل، آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہے۔ اللہ تک پہنچنے کا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں اور نجات کا بھی اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں۔ جو شخص شریعت کے کل کو سمجھنا چاہتا ہے، شریعت اسلامیہ کے اہداف کا ادراک کرنا چاہتا ہے اور شریعت کے دمکتے ہیروں میں شامل ہونا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ قرآن کریم کو دوست بنائے اور ہمہ وقت اس کا ساتھ نبھائے، اٹھتے بیٹھتے اسے یاد رکھے، فکر وعمل سے اس کی پیروی کرتا رہے''۔

اے امت اسلامیہ! اس دور میں کہ جب مادی اور معاشرتی جنگیں عروج پر ہیں، رویوں اور اخلاق میں اختلاف برپا ہو چکا ہے، شریعت اسلامیہ کو لوگ الٹے دماغ سے سمجھنے لگے ہیں۔ اب قرآنی آداب واخلاق کی طرف لوٹنا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے حقیقی تربیت کی جاسکتی ہے، اسی سے تہذیب کی بنیادیں اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ قرآن کے ذریعے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا، اکثر اوقات آپ ﷺ قرآن ہی کا خطبہ دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''بس تم اس قرآن کے ذریعہ سے ہر اُس شخص کو نصیحت کردو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔'' (ق)

اسی طرح فرمایا:

''لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے، یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کرلیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔'' (یونس)

''اللہ کی کتاب بہترین سفارشی ہے، یہ انسان کو دوسروں سے بے نیاز کردیتی ہے۔ یہ بہت فوائد دینے والی ہے اور عنایت فرمانے والی کتاب ہے۔ یہ بہترین ساتھی ہے کہ جس کی باتوں سے جی نہیں بھرتا۔ جتنی مرتبہ اسے دہراؤ اس کی

خوبصورتی بڑھتی جاتی ہے۔''

کیا ہی خوش قسمتی ہے کہ ہم چیلنجز بھرے دور میں قرآن کی واضح آیات کے ساتھ کچھ وقت گزاریں، اس سے سبق اخذ کرنے کی کوشش کریں اور اللہ کی رحمتیں تلاش کریں، اس کے پھلوں کا مزہ لیں، ایسی سورت پڑھیں کہ جو اخلاق وآداب کی سورت ہے۔ سورۃ الحجرات کہ جو انسان کو اپنی حدود سکھاتی ہے اور حدود سے بڑھنے سے منع کر کے اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ معاملہ کرنے کا ادب سکھاتی ہے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔'' (الحجرات)

اس آیت میں شریعت اسلامیہ کے چمکتے دمکتے اہداف میں سے ایک عظیم ہدف ذکر کیا گیا ہے۔ کلام کا مقصود یہ ہے کہ انسان کو شہوت کی بندگی اور نفس کی پیروی سے نکال کر اللہ کی حقیقی اور صحیح انداز میں پیروی کی طرف لے جایا جائے۔

شریعت اسلامیہ کا ہدف یہ ہے کہ انسان کو شہوت کے شکنجوں سے چھٹکارا دلایا جائے تاکہ وہ خود بھی اللہ کی بندگی اختیار کرے کیونکہ چاہتے ہوئے یا نا چاہتے ہوئے بہرحال وہ اللہ ہی کا بندہ ہے۔

دیکھیے! جس تہذیب میں دنیا کے لوگ سالہا سال چین وسکون اور خوشی کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں اس کی بنیاد شریعت اسلامیہ کے روشن اصولوں نے ہی رکھی تھی اور یہی احکام الٰہی اور ارشادات نبوی پر عمل کرنے کا دنیا میں ملنے والا صلہ ہے۔

آج کہ جب امت کی وسیع وعریض زمین کی ہر وادی اور ہر خطے پر مصیبتیں ہی مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں اور امت کے پرنور چہرے کو گدلا رہی ہیں، اس سیاہ صورتحال میں اگر کوئی نجات کا امیدوار ہے تو وہ جان لے کہ نجات شریعت اسلامیہ کے اہداف کی طرف لوٹنے میں ہی ہے، سنت محمدیہ کی اتباع میں ہی ہے۔ اسی میں ہماری عزت ونصرت ہے۔ شریعت اسلامیہ کی زبان دنیا کی واضح ترین زبان ہے، اسی کے ذریعے امت کو بلندی اور حکومت نصیب ہوسکتی ہے، اسی کے ذریعے امت کی چھنی ہوئی عزت اور شرف لوٹائے جاسکتے ہیں۔

اے امت فرقان! سورۃ الحجرات بندگی کے عظیم اصولوں میں سے ایک اصول کے بیان سے شروع ہوتی ہے، پھر اسے اعلیٰ اخلاق وآداب کا تاج پہناتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ معاملہ رکھنے کا ادب سکھاتی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ ﴾ (الحجرات)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔''

> **سورۃ الحجرات بندگی کے عظیم اصولوں میں سے ایک اصول کے بیان سے شروع ہوتی ہے، پھر اسے اعلیٰ اخلاق وآداب کا تاج پہناتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ معاملہ رکھنے کا ادب سکھاتی ہے۔**

اہل علم کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کا ادب واحترام وفات کے بعد بھی اسی طرح کرنا لازم ہے جس طرح ان کی زندگی میں کرنا لازم تھا۔

امام ابن مفلحؒ فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ کے حجرۂ مبارک کے قریب آوازیں بلند نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ آپ ﷺ کی حرمت اور ادب اسی طرح کیا جانا چاہیے جس طرح وفات سے پہلے کرنا لازم تھا''۔

امام مالکؒ کے سامنے کسی نے مسجد نبوی میں بلند آواز سے بات کی تو انہوں نے فرمایا: ''اے فلاں! مسجد نبوی میں اپنی آواز مت بلند کر! اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو جھڑکا ہے، فرمایا: ''اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو''، اور کچھ لوگوں کی تحسین فرمائی ہے، فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ (الحجرات)

''جو لوگ رسول خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، اُن کے لیے مغفرت ہے اور اجر عظیم۔''

اور کچھ لوگوں کی برائی ذکر کی ہے، فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ (الحجرات)

''اے نبیؐ، جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔''

آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی ان کی حرمت اسی طرح باقی ہے جس طرح ان کی زندگی میں تھی۔

ایمانی بھائیو! سورۃ الحجرات میں مذکورہ آداب میں ایک ایسا ادب بھی بیان ہوا ہے جو یقیناً افراد اور معاشرے سدھارنے کے لیے بے حد لازمی ہے۔ یہ ادب خبروں کی تحقیق کرنا اور مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ ﴾ (الحجرات)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔''

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''گمان سے گریز کرو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔'' (بخاری ومسلم)

آج خونی واقعات پے در پے تیزی سے رونما ہو رہے ہیں اور آج کا زمانہ جنگوں سے چور ہے اور ساتھ ہی ساتھ کچھ ضعیف النفس لوگ امت کی وحدت بکھیرنے میں لگے ہیں، وہ اس کی اجتماعیت پاش پاش کرنا چاہتے ہیں، وہ جھوٹی خبروں اور بدترین افواہوں کے ذریعے معصوم لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا

چاہتے ہیں، جھوٹ پہ جھوٹ بولے چلے جاتے ہیں، ہر خوش نما اور خوش آئند چیز پر تنقید کرتے ہیں۔ ایسے لوگ آپ ﷺ کی اس حدیث کو پس پشت ڈال دیتے ہیں کہ ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔ (بخاری ومسلم)

جیسے جیسے بدترین افواہوں کا دائرہ وسعت اختیار کرتا جا رہا ہے، حیا سے خالی اور غیرت سے عاری لوگ جدید میڈیا کے ذریعے بدترین برائیوں میں ملوث ہو رہے ہیں۔ ان برائیوں کا گناہ بھی اللہ کے یہاں بہت بڑا ہوگا۔ چنانچہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان سیاہ طبیعت لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کا کلام ذہن نشین کرلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝﴾

''مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو۔'' (الحجرات)

اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ اسلامی اخوت کو فروغ دیں، مسلمانوں کے گروہوں میں صلح کرانے کی کوشش کرتے رہیں، خاص طور پر مشکلات ومصائب اور چیلنجز کے اچانک حملوں کے دور میں یہ عمل اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ آیت بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ (الحجرات: 12)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کیوں نہ ایسی غلط بات سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سبحان اللہ! یہ تو ایک بہتان عظیم ہے۔'' (النور)

حماد بن زیدؒ فرماتے ہیں:

''مجھے بتایا گیا کہ محمد بن واسعؒ ایک محفل میں بیٹھے تھے تو ایک شخص بولنے لگا اور بغیر رکے بولتا ہی چلا گیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: آپ لوگ اگر چپ رہیں تو آپ کا کیا نقصان ہے؟ اس طرح آپ پاک دامن بھی رہیں گے اور برائیوں سے بھی بچے رہیں گے۔''

امام احمدؒ فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا ہے کہ جو شخص دوسروں کے بارے میں باتیں کرتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں گر جاتا ہے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''لوگوں کے متعلق باتیں علم اور عدل کی بنیاد پر ہونی چاہئیں نہ کہ جہالت اور ظلم کی بنیاد پر۔ لوگوں کی عزت پر حملہ ان کا مال لوٹنے سے بھی بدتر ہے۔''

مومن بھائیو! سیٹلائیٹ، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے دور میں ہمیں تحقیق پر مزید توجہ دینی چاہیے۔ اس شخص کی بات پر کان نہیں دھرنے چاہئیں جو کسی کی چال میں آ چکا ہو۔ اندھیرے کے کھلاڑیوں سے بھی بچ کر رہنا چاہیے جو بڑے بڑے جھوٹ اور بہتان بکتے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے والی باتیں پھیلاتے رہتے ہیں۔ جھگڑے کراتے ہیں، دوریاں پیدا کرتے ہیں، غیبت اور چغلی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چغلی کرنے والے اور غیبت کرنے والے کو ایسے وصف کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا:

﴿اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (الحجرات: 12)

''کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔''

جب ہم ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں جو اہل ایمان کا مذاق اڑاتے ہیں تو ان کے ساتھ مل کر مذاق میں ملوث نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ (الحجرات: 11)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہی ان سے بہتر ہوں۔''

اس دور میں، بالخصوص میڈیا کے شور وغل میں ایسا گروہ رونما ہوگیا ہے جو جب تک ہلا دینے والے الفاظ سے یا آنکھوں کے اشاروں سے لوگوں کی عزتوں پر حملہ نہ کریں، انہیں چین نہیں آتا اور تب تک یہ لوگ رکتے اور نہ صبر کر پاتے ہیں۔ لوگوں کی عزتوں کو شکار کی طرح نشانہ بناتے ہیں۔ کیا ہی بدترین مقصد اور کیا ہی بدترین اغراض ہیں ان کی۔

جھوٹ لکھتے ہیں اور ان کے قلم بس جھوٹ ہی لکھتے ہیں، حق چھپاتے ہیں یہی ان کے مذموم مقاصد کا تقاضا ہے۔ یہ لوگ پاکباز شریفوں کو برے اشاروں کا نشانہ بناتے ہیں، صالح اور نیک لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ امت کی وحدت، بھائی چارہ اور ہم وطنی پاش پاش کرتے ہیں۔

لوگو! دوسروں پر لعن طعن سے، خبریں بغیر تحقیق نقل کرنے سے اور جھوٹ سے اپنی زبان محفوظ رکھیے۔ خود عدل کیجیے، لوگوں ہی سے عدل کی توقع مت رکھیے، نصیحت کرتے رہیے، اللہ کا حق ادا کیجیے اور اللہ کی پکار پر لبیک کہہ دیجیے۔

اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ اسلامی اخوت کو فروغ دیں، مسلمانوں کے گروہوں میں صلح کرانے کی کوشش کرتے رہیں، خاص طور پر مشکلات ومصائب اور چیلنجز کے اچانک حملوں کے دور میں یہ عمل اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد: اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، برائیوں اور گناہوں سے بچو، ہر طرح کی تعمیر وترقی کی کوشش کرو، تم اللہ کی توفیق سے اعلیٰ منزلیں اور بلند مقام پالو گے۔

اے مومن بھائیو! اللہ تعالیٰ نے مذاق اڑانے کی ممانعت پر مشتمل آیت کا اختتام ان الفاظ پر کیا ہے۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾

''جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔'' (الحجرات)

اگر صرف مذاق اڑانا اتنا سنگین جرم ہے تو پھر بے گناہوں کا قتل، زمین میں فساد برپا کرنا، اللہ کے گھروں کی بے حرمتی، مساجد اور عبادت خانوں کو مجرمانہ کارروائیوں کا نشانہ بنانا اور امن پسند نمازیوں کو خوفزدہ کرنا

کس قدر گھناؤنا جرم ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے:

''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کے معبدوں میں اس کے نام کی یاد سے روکے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو؟ ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ان کی عبادت گاہوں میں قدم نہ رکھیں اور اگر وہاں جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں' ان کے لیے تو دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم۔'' (البقرۃ)

یہ نہایت گھٹیا لوگ ہیں جو معاشرے کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں اور معاشرے کی نہایت پسندیدہ اقدار کی بے حرمتی کر رہے ہیں، ان کا طریقہ کار نہایت گھناؤنا ہے، ان کی رعونت اور غرور نہایت گھٹیا ہے۔ وہ اللہ رب العزت کے اس واضح فرمان کی مخالفت کرتے ہیں۔

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ﴾ (الحجرات)

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔''

یعنی تمہارے قبائل اور کنبے باہمی تعارف کے لیے بنائے گئے ہیں، باہمی نفرت، قتل و غارت، بغض و عداوت اور لڑائی جھگڑے کیلئے نہیں بنائے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کا دور حاضر کی دہشت گردی کی تمام صورتوں اور شکلوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ دہشتگردی کا کوئی وطن، مذہب اور نسل نہیں، جبکہ اسلام نرمی کرنے، رحمت و آسانی کرنے، مل جل کر رہنے، درگزر کرنے اور امن و سلامتی والا مذہب ہے۔

بم دھماکے، خودکش حملے اور دہشت گردی کی خونی وارداتیں، کسی بھی دین میں روا نہیں ہیں۔ عقل سلیم اور درست رائے رکھنے والا کوئی شخص اس کو جائز قرار نہیں دے گا۔ یہ دنیا بھر کے قوانین، ملکی نظام اور معاہدوں کے منافی ہیں۔ اسلام ان بدترین کارروائیوں سے بری ہے۔ یہ اسلام کے عدل و انصاف اور بلند ترین انسانی روایات و اقدار کے خلاف ہے۔ جو تمام لوگوں کے لیے باعث رحمت ہیں۔

دہشت گردی کی تمام صورتوں اور قسموں کی روک تھام کے لیے بھرپور کوششیں جاری رہنی چاہئیں۔ اسے پوری قوت کے ساتھ نہایت احتیاط اور پختہ عزم کے ساتھ روکنے کی کوشش جاری ہے۔ یہ کوششیں فکری، مالی اور عملی ہونی چاہئیں۔ تاکہ دہشت گردی کے چشمے خشک کیے جا سکیں اور امن و سلامتی کے حصول کے لیے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا جا سکے۔

لہٰذا دہشت گردی کو معتدل مسلمانوں اور عدل پسند اسلام کے ساتھ جوڑنا بالکل غلط ہے۔ انفرادی کارروائیوں اور خطا کاروں کی خطا کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس سے بھی بڑا خطرہ مسجد اقصیٰ کے خلاف یہودی دہشت گردی ہے نیز شام میں ہمارے بھائیوں کے خلاف شام کے ظالم حکمرانوں کے تباہ کن حملے ہیں۔ اسلام اپنی سنہری تعلیمات کے ذریعے اعلیٰ اخلاقیات کی تکمیل کرتا ہے۔ خوشگوار بھائی چارے اور محبت و الفت کی حمایت کرتا ہے۔ اسلام معاشرے کے افراد میں باہمی درگزر اور معاف کرنے کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی انسانوں کے لیے محبت و رحمت نہایت روشن ہے۔

اے امتِ قرآن! سورۂ حجرات کا اختتام مومنوں کی صفات کے تذکرے پر ہو رہا ہے۔ پھر احسان جتانے کی ممانعت کا ذکر ہے۔ احسان جتانا صرف اللہ تعالیٰ کو روا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر انصاری صحابہ سے فرمایا:

''کیا میں نے تمہیں راہِ حق سے بھٹکا ہوا نہیں پایا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت سے نوازا۔ تم گروہ بندیوں کا شکار تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعے متحد کر دیا؟! اور تم فقیر تھے پھر اللہ نے تمہیں میرے ذریعے سے غنی کر دیا۔'' آپ جو بات کرتے، صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے، اللہ اور اس کے رسول ہی کا احسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

فرمان الٰہی ہے:

﴿ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ ﴾ (الحجرات)

''یہ لوگ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ان سے کہو اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی اگر تم واقعی اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہو۔ اللہ زمین اور آسمانوں کی ہر پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب اس کی نگاہ میں ہے۔''

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈر جاؤ، اس کی کتاب کی آیات میں غور و فکر کرو اور اپنی زندگی میں انہیں لازمی لاگو کرو، اس طرح سے کہ ان کا اثر نظر آئے اور محسوس کیا جا سکے۔ تم دنیا اور آخرت کی خیر و بھلائی پا لو گے۔

اے اللہ! ہمیں، گرانی، وباؤں، سود، بدکاری، زلزلوں، آفتوں اور تمام ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کا مددگار بن جا۔ اے اللہ! مسجد اقصیٰ کو آزادی نصیب فرما۔ اے اللہ! اے قوی اے عزیز ظالم یہودیوں سے مسجد اقصیٰ کو آزادی نصیب فرما۔ اے اللہ! اسے تا قیامت سربلند فرما۔ آمین!

بقیہ یادِ رفتگان

روتے۔ اس بات پر اظہار افسوس کرتے کہ امت مسلمہ میں کوئی رجل رشید نہیں جو قائدانہ کردار ادا کرے۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے ساتھ قلبی تعلق تھا۔ ہمیشہ جامعہ کے لیے فکرمندی کا اظہار کرتے۔ اور احسان کا بدلہ چکانے کے لیے مالی معاونت کرتے۔ اپنے رفقاء کو توجہ دلاتے اور ہر سال ایک معقول رقم جامعہ کو بھیج دیتے تھے۔ جامعہ کے بارے میں اچھی خبر پر دلی مسرت کا اظہار کرتے۔ جامعہ کی انتظامیہ اور اساتذہ کے لیے نیک جذبات اور دلی دعائیں کرتے تھے۔

آپ کی رحلت سے جہاں ان کے اہل خانہ ایک مشفق باپ یا خاوند سے محروم ہوئے ہیں وہاں ان کے شاگرد ایک ممتاز استاد اور ان کے رفقاء ایک ہمدرد رفیق سے محروم ہوئے ہیں اور یہ خلا کبھی پر نہ ہو سکے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

اسلام امن وسلامتی کا دین!

تحریر: جناب مولانا ارشاد الحق اثری

حقیقت ہے کہ امن وامان کی اہمیت ہر دور میں تسلیم کی گئی اور کوئی بھی عقلمند انسان یہ باور نہیں کرسکتا کہ کوئی ملک یا قوم امن وامان کے بغیر بھی ترقی کرسکتی ہے۔

امن وسلامتی کی اہمیت کا اندازہ لگائیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سرزمین حجاز میں اپنے اکلوتے لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لا بسایا تو اس وادی غیر ذی زرع میں ان کے لیے اپنے رب سے جو کچھ مانگا ان میں سب سے پہلے یہ عرض کیا:

﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾ (البقرۃ:۲/۱۲۶)

''اے پروردگار! اس کو امن والا شہر بنادے۔''

کیونکہ امن نہ ہو تو سامان عیش وعشرت بھی بیکار اور بے مزہ ہو جاتا ہے۔ چار دیواری کے اندر بھی زندگی بے کیف گزرتی ہے اور ہر دوسری گھڑی مشکلات ومصائب کا تصور لیے کھڑی ہوتی ہے، حتیٰ کہ عبادت وبندگی کا لطف بھی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ تشریف لے جانے کے بعد مدینہ کے یہودی قبائل اور مسلمانوں کے مابین ایک معاہدہ تشکیل دیا جو تاریخ کے اوراق میں ''میثاق مدینہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تاکہ پوری انسانیت امن وسلامتی کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہو، بلکہ امن وسلامتی کے دائرے کو مزید وسعت دینے کے لیے نبی کریم ﷺ نے آئندہ دوسرے قبائل سے بھی اسی نوعیت کے معاہدے کیے اور یہی طرز عمل خلفائے راشدین کے دور میں بھی اختیار کیا گیا۔

امن وسلامتی کی اس اہمیت کی بنا پر ہر دور میں یہ کوشش رہی کہ انسان باہم شیر وشکر رہیں۔ انہیں امن وامان کی نعمت نصیب رہے۔ اس آخری دور میں تو عالمی سطح پر ادارے قائم کیے گئے، مگر دنیا نے دیکھا کہ ان تمام تر کوششوں کے باوجود دکھی انسانیت کو امن وسلامتی نصیب نہ ہوئی۔ امن وتہذیب کے دعویداروں نے اس کے پرخچے فضاؤں میں اڑائے اور آج بھی اڑا رہے ہیں۔ بلکہ قیام امن کے نام پر جس ملک پر چاہتے ہیں چڑھ دوڑتے ہیں۔

آج پوری دنیا ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾ کی زندہ تصویر ہے۔ یہ آیت مبارکہ سورۂ روم میں ہے جس میں روم وایران کے مابین بھڑکنے والی جنگ کے انجام اور اس کے نتیجہ کو بیان کیا گیا ہے کہ بر وبحر میں ہر سو فساد برپا ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اور یہ فساد ﴿بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾ اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی کرتوتوں کے نتیجہ میں ہے۔ اس سے مراد کفر وشرک، معصیت ونافرمانی، فسق وفجور، ظلم وبربریت ہے۔ غیر دینی اور غیر اسلامی نظام کی اتباع میں اعتقادی، اخلاقی اور عملی ابتری میں مبتلا ہونا ایک بدیہی بات ہے، جس طرح گذشتہ دور میں پورے معاشرے میں بلکہ پوری انسانیت کو اس دنگا وفساد اور ظلم وستم سے بچانے کے لیے اسلام کے نظام امن کو پیش کیا گیا۔ پھر انسانوں نے بچشم خود دیکھا کہ اس نظام کو اختیار کر کے انسانوں کو ہی امن وسلامتی نصیب نہ ہوئی بلکہ جانور اور حیوان بھی اس سے فیضیاب ہوئے۔

اسلام ظلم وستم سے بھری ہوئی دھرتی پر ابر کرم بن کر برسا۔ ظلم وستم کے کانٹوں میں عدل وانصاف کے پھول کھلے، بدی اور بے حیائی کے اخلاق سوز شراروں میں نیکی اور شرافت کی کرنیں ابھریں، کفر وشرک کی جگہ ایمان وتوحید کا نور پھوٹا اور شر وفساد کے طوفان بدتمیزی میں امن وسلامتی کا ظہور ہوا۔ آج بھی ضرورت ہے کہ امن وامان کے نام پر وجود میں آنے والی عالمی تنظیموں کی تمام تر ناکامیوں کے بعد اسلام کے نظام امن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، جو نسلی ووطنی منافرت ختم کر کے پوری دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنادے۔

آج بھی ضرورت ہے کہ امن وامان کے نام پر وجود میں آنے والی عالمی تنظیموں کی تمام تر ناکامیوں کے بعد اسلام کے نظام امن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، جو نسلی ووطنی منافرت ختم کر کے پوری دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنادے۔

اسلام مسلمانوں کے لیے بالخصوص اور پوری دنیا کے لیے بالعموم امن وسلامتی کا پیغام ہے۔ ہادی برحق سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

مسلمان کو ''مومن'' بھی اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ امن پسند ہے۔ یہ لفظ اَمِنَ سے ماخوذ ہے جو متعدی اور لازم دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ متعدی کے معنی میں ''امن دینے'' کے ہیں جب کہ لازم میں ''بےامن'' ہونے کے ہیں۔ گویا مومن خود بھی پرامن رہتا ہے اور امن کا علمبردار ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

[اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ بَوَائِقَهُ]

(مسند احمد، عن انس)

''مومن وہ ہے جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں۔''

اسلام بلاوجہ ایک انسان کا قتل، ایک انسان ہی کا نہیں، پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾

''جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا۔''

اس آیت میں مقصود قاتل کی فطرت کا اظہار ہے کہ جو ظالم ایک انسان کو ناحق قتل کرتا ہے اس سے کسی خیر اور بھلائی کی کوئی توقع نہیں، اس کا دل انسانیت کے احترام سے خالی ہے، اس کی اس جسارت سے کچھ بعید نہیں کہ ہو سکے تو وہ سارے انسانوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دے۔ اس کے برعکس فرمایا: ''جو شخص فرد واحد کی جان

بچائے اُس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔'' یہ شخص انسانیت کا حامی ہے اور اس کے دل میں رحم و کرم کی ایسی صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کی بقا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جب بلوائیوں نے بدتمیزی اور بیہودگی کا مظاہرہ کیا اور ان کو شہید کر دینے کے درپے ہوئے تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلے کی اجازت چاہی تب انہوں نے فرمایا:

[یَا اَبَا هُرَیْرَۃَ! اَ یَسُرُّكَ اَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَّاِیَّایَ مَعَهُمْ؟]

''اے ابوہریرہؓ! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمام لوگوں کو بشمول میرے قتل کر دو۔''

تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''بالکل نہیں۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[فَاِنَّكَ اِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَّاحِدًا فَكَاَنَّمَا قَتَلْتَ النَّاسَ جَمِیْعًا.]

''واپس پلٹ جاؤ' اگر تم ایک شخص کو قتل کرو گے تو گویا تم نے سب انسانوں کو قتل کیا۔''

کسی کو قتل کرنا تو کجا رہا قتل میں معمولی سی معاونت بھی حرام ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِیَ اللّٰهَ مَكْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ آئِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ]

''جو شخص کسی مسلمان کو قتل میں مدد کرے خواہ آدھے کلمے ہی سے کیوں نہ ہو تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔''

بلکہ اس سے بھی آگے دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُّرَوِّعَ مُسْلِمًا.] (ابوداؤد)

''کسی مسلمان کے لیے اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ مسلمان بھائی کو ڈرائے اور اسے خوف زدہ کرے۔''

صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنْ اَشَارَ اِلٰی اَخِیْهِ بِحَدِیْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰی یَدَعَهٗ.] (مسلم)

''جو کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے، اس پر اللہ کے فرشتے لعنت کرتے ہیں تا آنکہ وہ اس سے باز آجائے۔''

اسی طرح جذبۂ قتل اور ارادہ قتل کے بارے میں اسلام کے احساسات کس قدر نازک ہیں، اس کا اندازہ لگائیے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دو مسلمان تلوار لے کر باہم مقابلے کے لیے نکلیں اور ان میں سے ایک مارا جائے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''قاتل تو اپنے جرم کی سزا میں جہنم میں جائے گا مگر مقتول کیونکر جہنم میں جائے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[اِنَّهٗ كَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِهٖ]

''وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا خواہش مند تھا۔''

یعنی ارادہ دونوں کا ایک دوسرے کو قتل کرنے کا تھا۔ اس لیے دونوں جہنم میں جائیں گے، اگرچہ ایک کے حملے اور ضرب کاری سے وہ مارا گیا اور دوسرا بچ نکلا۔

غور فرمائیے کہ جو اسلام کسی انسان کو قتل کرنا تو کجا اسے ارادہ قتل سے بھی منع کرتا ہے، کسی کو ڈرانے دھمکانے کی اجازت نہیں دیتا، وہ قتل گری اور دنگا فساد کی اجازت کیونکر دے سکتا ہے؟ اسلام نے تو ناحق جانوروں کو قتل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اسی بنا پر علامہ ابن العربی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں:

[ثبت النهی عن قتل البهیمة بغیر حق والوعید فی ذالك فكیف بقتل الآدمی فكیف بالمسلم، فكیف بالتقی الصالح]

(فتح الباری: ۱۲/۱۸۹)

''جب جانوروں کو ناحق مارنے کی ممانعت اور اس سلسلے میں وعید ثابت ہے تو پھر سوچیے کہ انسان کے ناحق قتل کرنے کی کتنی مذمت ہوگی اور اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کو قتل کرنے اور اس سے بڑھ کر متقی اور نیکوکار کے قتل کی وعید کیا ہوگی؟؟''

بلکہ اسلام کے علاوہ آج دنیا میں جتنے نظام حیات پائے جاتے ہیں ان سب میں انسانی جان کا احترام انسان کے عالم وجود میں آنے کے بعد ہے۔ مگر اسلام میں انسانی جان کا احترام اس وقت سے ہے جب وہ شکم مادر میں ہوتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اس کے جسد خاکی کے احترام کی تاکید کرتا ہے۔ جس سے یہ بات نصف النہار کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام جس قدر انسان اور انسانیت کا محافظ ہے دنیا کا کوئی اور مذہب اور قانون اس کا محافظ و نگہبان نہیں۔

مگر افسوس! کہ آج مغرب اپنے میڈیا کے بل بوتے پر بڑے شد و مد اور پوری ڈھٹائی سے یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ اسلام انتہا پسندی، دہشت گردی اور قتل و قتال کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہادی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے:

[لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ.]

''دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت یعنی بچاؤ کا سوال کرو۔''

مگر افسوس! کہ آج مغرب اپنے میڈیا کے بل بوتے پر بڑے شد و مد اور پوری ڈھٹائی سے یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ اسلام انتہا پسندی، دہشت گردی اور قتل و قتال کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

بتلائیے! جس دین نے دشمن کا آمنا سامنا کرنے کی خواہش تک کو روک دیا ہو، اس کے بارے میں یہ کتنا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے کہ اسلام قتل گری کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے بلاریب جہاد کا حکم دیا ہے اور اس حکم کے بارے میں عذر و معذرت کی ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اسلام غیر مبہم انداز میں کہتا ہے کہ ہر ظالم، جابر اور سفاک کے خلاف اقدام کرنا انسانی فریضہ ہے۔ اس کے بغیر امن و سلامتی قائم نہیں رہ سکتی۔ بتلائیے جہاں مظلوموں کی جان بخشی کے لیے گفت و شنید اور اخلاقی دباؤ کی چارہ گری ناکام ہو جائے۔ عورتیں، بچے اور بوڑھے مسلسل ظلم و بربریت کا شکار ہوں ان کی مدد کرنا اور انہیں پنجہ استبداد سے چھڑانے کے لیے عملی جدوجہد کرنا دہشت گردی ہے تو ایسے الزام کو قبول کرنے میں ہمیں کوئی حجاب مانع نہیں۔ اسلام بلاسبب کسی مسلمان کو مذہب کے نام پر خون بہانے اور قتل و قتال کا قطعاً حکم نہیں دیتا۔ جہاد سے اسلام کا مقصد غیر مسلم کو قتل کرنا یا صفحۂ ہستی سے انہیں نیست و نابود کر دینا نہیں۔ وہ اپنی کشور کشائی کے لیے قطعا

اجازت نہیں دیتا کہ جب چاہو اور جہاں چاہو اس کو ''تورا بورا'' بنا دو، بلکہ جہاد سے اسلام کا مقصد امن وسلامتی اور عدل وانصاف کا قیام ہے۔ جہاد کا معنیٰ اگر قوت وطاقت سے کسی کو مسلمان بنانا ہوتا یا غیر مسلموں کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہوتا تو اسلام ذمی اور معاہد کے حقوق کا ذکر ہی نہ کرتا' اور تو اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی قطعاً اجازت نہ دیتا۔

ایک معمولی عقل وفکر رکھنے والا انسان بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اسلام جب اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی اجازت دیتا ہے تو وہ گویا انہیں اپنے گھر اور اپنے معاشرے میں ایک قابل احترام بیوی کا مقام دیتا ہے۔ اب انہی اہل کتاب کے بارے میں بھلا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ جہاں کہیں ہوں انہیں قتل کر دو، تہس نہس کر دو اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دو.....؟!

غور کیجیے کہ دہشت گردی کیا ہے؟ یہی نا کہ انسانوں کو بلا سبب مار کر افراتفری اور دہشت پھیلانا اور کاروبار زندگی مفلوج ومعطل کر دینا دہشت گردی ہے۔ اس تعریف پر اگر آج کوئی پورا اترتا ہے تو وہ امریکہ اور اس کے حواری ہنود و یہود ہیں، جو خود ہی مدعی' خود ہی منصف اور خود ہی حاکم کا کردار ادا کر کے عالم اسلام کے بالخصوص اور پوری دنیا کے امن وامان کو بالعموم برباد کر رہے ہیں۔ جنگ عظیم کے بعد سے اب تک امریکہ بیس سے زائد ملکوں میں فوجی مداخلت کر کے لاکھوں معصوم شہریوں کا خون بہا چکا ہے۔ اپنے مفاد کے لیے جہاں چاہتا ہے ظلم وتشدد کا مظاہرہ کرتا ہے اور انہیں پتھر کے زمانہ میں دھکیل دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ وہ ملک ویت نام ہو، کوریا ہو، بوسنیا ہو، لبنان ہو، سوڈان ہو، انڈونیشیا ہو، افغانستان ہو، عراق ہو، سعودیہ ہو یا کہ پاکستان۔

ہائے افسوس! آج مسلمان مظلوم ومقہور ہے وہ اپنی زندگی اور بقا کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے تو امریکہ اور یورپ کو وہ دہشت گرد نظر آتا ہے۔ کبھی اس نے تاریخ کے اوراق کو بھی پلٹ کر دیکھا ہے کہ جب مسلمان قوت اور اقتدار میں تھے' ان کی وحدت قائم تھی اور اپنے مستقبل کے فیصلے خود کرتے تھے۔ تب مسلمانوں کے حسنِ سلوک' ان کے عدل وانصاف اور ان کے امن وامان سے متاثر ہو کر غیر مسلم اپنے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کے ساتھ رہنا گوارہ نہ کرتے۔ عیسائی ہونے کے باوجود مسلمانوں کا ساتھ دیتے۔ ان کے حق میں دعائیں کرتے:

[رَدَّكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْنَا وَنَصَرَكُمْ عَلَيْهِمْ]

''اللہ تعالیٰ تم کو پھر ہمارے شہروں میں واپس لائے اور تمہاری تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے۔''

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہم نے جب ہوش سنبھالا تو سنبھالا تم کو
تم نے جب ہوش سنبھالا تو سنبھلنے نہ دیا

آج امریکہ اور اس کا گماشتہ اسرائیل دونوں کے عزائم ڈھکے چھپے نہیں۔ وہ علی الاعلان مسلمانوں کو جنگ کی بھٹی میں جھونکنے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہنود و یہود کا اتفاق فطری بھی ہے اور ہم مقصد بھی۔ دونوں مل کر پاکستان کو سبق سکھانے کی کھلے عام دھمکی دیتے ہیں، مگر دہشت گرد پھر بھی مسلمان ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس صورت حال میں ہمیں چاہیے کہ اسلام کے نظام امن وسلامتی کو پوری قوت سے پھونکیں اور دنیا کو بتلا دیں کہ امن وسلامتی کا ایک ہی راستہ ہے جو اسلام نے بتلایا ہے۔ دہشت گردی فرد کی ہو، جماعت کی ہو، قوم کی ہو یا ملکی سطح کی وہ بہر نوع دہشت گردی ہے اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

.....❀❀❀.....

بقیہ: سیدنا بلال بن رباحؓ

والا ہے اور پھر لوگوں نے دیکھا ایک حبشی' آزاد کردہ غلام سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کو یہ عظیم الشان اعزاز مل رہا ہے کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر کھڑے ہیں اور اپنی بلند مترنم آواز میں کہہ رہے ہیں:

[الله اكبر ، الله اكبر ، اشهد ان لا اله الا الله ،

اشهد ان محمدا رسول الله]

مکہ کی ہواؤں اور فضاؤں میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی آواز گونج رہی ہے۔ توحید کی صدا' اکیلے رب کی وحدانیت کی للکار۔ اَحد اَحد کی وہ آواز جسے دبانے اور ختم کرنے کی نہ جانے کتنی زبردست سفاکانہ کوشش کی گئی تھی' آج وہی آواز مکہ میں گونج رہی ہے۔ یہ اعزاز اور امتیاز سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حاصل ہو رہا ہے۔ کافروں کے بڑے بڑے سردار جل بھن کر رہ گئے' مگر یہ بلند مرتبہ جسے ملنا تھا مل گیا۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے اذان کہنا چھوڑ دی تھی۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ اب میں [اشہد ان محمدا رسول اللہ] کہتے وقت کس کے چہرے کی طرف دیکھوں گا؟

اس کے بعد صرف دو موقعوں پر اذان دی۔ پہلی مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت اذان کہی جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں سرحدوں پر تشریف لے گئے اور جہاد میں مشغول ہو گئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جابیہ تشریف لے گئے تو ان کی خواہش پر انہوں نے اذان کہی۔ جب صحابہ کرام نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز سنی تو بے اختیار رونے لگے۔ دوسرا موقع وہ تھا جب وہ مدینہ تشریف لائے اور سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے ان سے اذان کے لیے کہا۔ جب انہوں نے اذان دی تو مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ یہ دونوں مواقع بڑے رقت انگیز تھے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے' بعض نے ۱۷ ہجری اور بعض نے ۲۱ ہجری بیان کی ہے۔ ان کی قبر دمشق کے قبرستان میں ہے۔ راقم الحروف کو چند سال قبل دمشق میں ان کی قبر پر جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ میں دیر تک ان کی قبر پر کھڑا ان کو خراج تحسین پیش کرتا اور ان کی بلندیٔ درجات کی دعائیں کرتا رہا۔

.....❀❀❀.....

خطبہ جمعۃ المبارک

❀ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک 112 علی آباد تحصیل سانگلہ ہل ضلع ننکانہ میں 20 نومبر کا خطبہ جمعہ مولانا قاری شفیق الرحمٰن نے پڑھایا۔ آپ نے خطبہ میں وعظ ونصیحت کے ساتھ عالم اسلام میں نہتے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔ آپ نے مسلمانوں کی یکجہتی اور *مظلوم ومقہور مسلمانوں کے لیے دعا کی۔*

منجانب: چوہدری عبدالغفور' عبدالمنان واہلہ چک ہذا

رابطہ نمبر

❀ عبدالرشید (اللہ والے) ناظم تبلیغ ضلع قصور کا نیا رابطہ نمبر احباب نوٹ فرمالیں: 0305-4401839

سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بن رباح

تحریر
جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

روئے زمین پر کون سا ایسا مسلمان ہوگا جس نے سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کا نام نہ سنا ہو۔ اسلام سے ذرا سی بھی واقفیت رکھنے والے شخص سے اگر سوال کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کا مؤذن کون تھا تو وہ آپ کو جھٹ سے جواب دے گا: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔

یوں تو دنیا میں بے شمار غلام پیدا ہوئے۔ حبشی النسل غلاموں کی ایک بڑی تعداد عرب معاشرے میں موجود تھی۔ مگر جو شہرت اور عزت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی وہ کم ہی غلاموں کو ملی ہوگی۔ قریش کے مختلف قبائل مکہ میں آباد تھے۔ ان میں ایک نمایاں نام بنی جمح کا تھا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی والدہ حمامہ اسی خاندان کی لونڈی تھیں۔ ان کی شادی رباح سے ہوئی جو حبشی النسل تھے۔ ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام بلال رکھا گیا۔ ان کے آقا کا نام امیہ بن خلف تھا۔ اس کا تعلق بنی جمح سے تھا۔ بلال زمانۂ جاہلیت میں ایک غلام تھے اور اس دور میں غلاموں کے ساتھ جو سلوک ہوتا تھا اس کی تفصیل محتاجِ وضاحت نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”میں نے بلال بن رباح کی جوتوں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی۔“ (بخاری: ۱۱۴۹)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا قد لمبا، رنگ سیاہ، چہرہ پتلا اور سر پر گھنے بال تھے۔ یہ ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ بالغوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ ممکن ہے ان سے پہلے بھی کچھ شخصیات نے اسلام قبول کیا ہو مگر یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ سابقین میں سے تھے۔ بلال اپنے آقا کے اونٹوں کی دیکھ بھال کرتے اور اس کے عوض بہت معمولی معاوضہ صبح شام کے کھانے کی صورت میں وصول کرتے تھے۔ اس دور کے غلاموں کو یہی کچھ ملتا تھا کہ دن بھر کی جدوجہد کے بعد معمولی قسم کا کھانا دے دیا جاتا تھا اور تن ڈھانپنے کے لیے کپڑے، ڈیوٹی کے کوئی اوقات مقرر نہ تھے۔ مالک جب چاہتا اپنے غلام کو آواز دے کر بلا لیتا اور اسے حکم صادر کرتا، انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر جلد ہی پھیل گئی، ان کے آقا امیہ کو پتہ چلا تو سخت ناراض ہوا۔ اس کے لیے یہ کوئی معمولی خبر نہ تھی کہ اس کا حبشی غلام اسلام قبول کر لے اور محمد ﷺ کی اتباع کرنے لگے۔ پھر ان پر ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی۔ امیہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کو دے دیتا تھا اور وہ انہیں مکہ کے پہاڑوں میں گھماتے پھرتے۔ یہ وحشیانہ عمل اس تسلسل سے کیا جاتا تھا کہ ان کی گردن پر رسی کا نشان پڑ جاتا تھا۔ خود امیہ بھی انہیں باندھ کر ڈنڈے مارتا تھا۔ چلچلاتی دھوپ میں جبراً بٹھائے رکھتا تھا۔ کھانا پانی بھی نہ دیتا تھا۔ بھوکا پیاسا رکھتا تھا۔ مکہ کی گرمی تو ویسے ہی بڑی شدید ہوتی ہے اور یہ ظالم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو عین اس وقت جب گرمی اپنے جوبن پر ہوتی اور زمین تپ جاتی، دہکتے ہوئے فرش پر لٹا دیتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا تھا۔ پھر وہ کہتا: بلال! تم اسی حالت میں تڑپتے رہو گے۔ یہاں تک کہ تم مر جاؤ۔ اگر اس عذاب سے نجات پانا چاہتے ہو تو محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرو اور اسلام سے دستبردار ہو جاؤ۔ مگر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی عزیمت کے کیا کہنے! وہ امیہ کی بات کو مسترد کر دیتے تھے اور زور زور سے احد احد کی صدا لگاتے تھے۔ یہ مقدس بول سن کر امیہ اور زیادہ طیش میں آجاتا تھا۔ وہ ان پر اور زیادہ ظلم کرتا، ان کی بری طرح پٹائی کرتا اور کہتا کہ محمد ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہو اور ہمارے بتوں کی تعریف کرو۔ کفار کا یہ وطیرہ غریب اور کمزور مسلمانوں کے ساتھ عام تھا۔ بعض صحابہ کی زبان سے وہ ایسے کلمات کہلوانے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ یہی حربہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر بھی آزمایا جا رہا تھا۔ ان سے بھی یہی مطالبہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہو۔ مگر انہوں نے ہر ظلم وستم برداشت کیا لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی شان کے خلاف کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالا۔

یہ ظلم وستم روزانہ ہوتا تھا۔ جیسے جیسے ظلم بڑھتا گیا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ایمان اور پختہ ہوتا چلا گیا۔ ایک دن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بے رحمی سے مارا جا رہا ہے۔ وہ ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ مگر زبان سے اَحد اَحد ہی کے ایمان پرور بول بلند کر رہے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ بلال رضی اللہ عنہ کا قصور کیا ہے؟ صرف یہ کہ وہ لا الہ الا اللہ کے داعی ہیں۔ انہوں نے امیہ سے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے بدلے میں اپنا غلام دے دیا اور بعض نے لکھا ہے کہ انہیں ایک اوقیہ (۴۰ درہم) کے بدلے میں خرید لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پانچ اوقیے (دوسو درہم) یعنی ۷۳۵ گرام چاندی یا سات اوقیے (دوسواسی درہم) یعنی ایک کلو سے زیادہ چاندی کے بدلے میں ان کو خریدا۔ امیہ کو بڑا تعجب ہو رہا تھا کہ ابوبکر کو اس کالے کلوٹے حبشی غلام میں ایسی کیا خوبی نظر آتی ہے جو وہ اسے اتنے مہنگے داموں خرید رہے ہیں۔ جب بیع مکمل ہو گئی تو امیہ نے طنز بھرے لہجے میں کہا: جاؤ ابوبکر! اگر تم ایک اوقیہ میں بھی خریدنا چاہتے تو ہم اسے بیچ ڈالتے۔

قارئین کرام! اب ذرا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔ انہوں نے کہا: امیہ! تم ایک اوقیہ کی بات کرتے ہو اگر تم بلال کی قیمت سو اوقیہ بھی لگاتے تب بھی میں انہیں خرید لیتا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو خریدنے کے بعد اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر دیا، پھر اس آزاد کردہ غلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت اور شان دی کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[أَبُوبَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا، يَعْنِي بِلَالًا]

”ہمارے سردار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے سردار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا ہے“

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ ہجرت کرتے ہیں۔

یہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت ملتی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ذاتی خادم مقرر ہوئے۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے چھوٹے موٹے کام اور امور مہمان داری سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی سرانجام دیا کرتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے عہد بردار اور خازن بھی تھے۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہوگئی اور اذان کہنے کا مرحلہ پیش آیا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہی کو یہ سعادت میسر آئی کہ وہ مؤذن مقرر ہوئے۔ اس طرح وہ اسلام کے پہلے مؤذن تھے۔ وہ دن میں پانچ وقت اپنی بلند اور دلکش آواز میں اذان دیا کرتے تھے۔ اس وقت دو مؤذن تھے' ایک سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور دوسرے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔ پھر ان کا نام ہی بلال مؤذن ہوگیا۔

اللہ کے رسول ﷺ جب معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے جنت میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آہٹ سماعت فرمائی۔ دوسری صبح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: ''بلال! کون سا عمل سرانجام دیتے ہو؟ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آہٹ سنی ہے۔'' عرض کیا:

[أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا، فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ، مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ.]

''میں نے رات اور دن کے وقت جب بھی وضو کیا ہے تو اس وضو کے ساتھ دو رکعت نفل ضرور پڑھے ہیں۔ اسی طرح جب بھی اذان دی دو رکعت نماز پڑھی ہے اور جب بھی میرا وضو ٹوٹا ہے' میں فوراً اپنے وضو کی تجدید کرتا ہوں اور دو رکعت نماز (تحیۃ الوضوء) ضرور پڑھتا ہوں۔''

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی' پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر عورتوں کی طرف تشریف لے گئے۔ ان کو وعظ ونصیحت فرمائی۔ اس موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ کا سہارا لے رکھا تھا۔ اس موقع پر جب اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو صدقہ وخیرات کرنے کی تلقین کی تو عورتوں نے اپنا زیور اتار اتار کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ اس موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنی چادر پھیلا دی اور عورتوں نے اس چادر پر اپنے زیورات ڈال دیے۔

اللہ کے رسول ﷺ جتنے بھی غزوات میں تشریف لے گئے' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ اسلام کی سب سے پہلی اور اہم لڑائی بدر کے مقام پر ہوئی۔ یہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ڈھائے جانے والے مظالم کا حساب چکانے کا موقع مل گیا۔ یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ امیہ بن خلف آپ کا آقا تھا اور اس نے آپ پر بے حد ظلم کیے تھے۔ امیہ بن خلف زمانۂ جاہلیت میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ جب بدر میں کافروں کو شکست فاش ہوئی تو قریش میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمانوں نے مال غنیمت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ دشمن سے کچھ زرہیں چھین کر لے جا رہے تھے۔ دوسری طرف امیہ اپنے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑے کھڑا تھا۔ اس نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیا اور زور سے چلا کر کہا: عبدالرحمٰن! کیا تمہیں میری ضرورت ہے؟ میں تمہاری ان زرہوں سے کہیں بہتر ہوں۔ آج جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمہیں دودھ کی حاجت نہیں؟ وہ ان سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا: آؤ! مجھے اور میرے بیٹے کو گرفتار کر لو۔ اپنی پناہ میں لے لو۔ میں فدیے میں دو بڑی اونٹنیاں دوں گا۔ یہ سن کر سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے زرہیں پھینک دیں اور باپ بیٹے دونوں کو گرفتار کر کے آگے بڑھے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیہ اور اس کے بیٹے کے درمیان چل رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ آپ لوگوں میں سے وہ کون سا آدمی تھا جس نے اپنے سینے پر شتر مرغ کا پر لگایا ہوا تھا؟ میں نے جواب دیا: وہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے۔ امیہ کہنے لگا کہ اس شخص نے ہماری صفوں میں تباہی مچا دی۔ ذرا آگے بڑھے تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے امیہ کو دیکھ لیا۔ انہوں نے زور سے کہا: اوہو! یہ تو کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف ہے۔

[لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ]

''اب میں بچوں گا یا یہ بچے گا۔''

میں نے کہا: بلال! یہ میرا قیدی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: ''اب یہ بچے گا یا میں بچوں گا۔'' ساتھ ہی انہوں نے نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا: اے اللہ کے انصار! یہ رہا کافروں کا سرغنہ امیہ بن خلف۔ اب یا تو میں رہوں گا یا یہ رہے گا۔ انصار نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو بھاگتے ہوئے آئے اور ہمیں گھیرے میں لے لیا۔ میں امیہ اور اس کے بیٹے کا بچاؤ کر رہا تھا۔ اسی دوران ایک انصاری نے امیہ کے بیٹے کے پاؤں پر تلوار ماری' وہ نیچے گر پڑا۔ ادھر امیہ نے اتنے زور سے چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ کبھی نہیں سنی۔ میں نے اس سے کہا: نکل بھاگو' مگر یاد رکھو! آج بھاگنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ میں اب تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔ اس دوران لوگوں نے باپ بیٹے کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اس طرح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم ڈھانے والا اپنے اذیت ناک انجام کو پہنچا۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ بلال پر رحم فرمائے' میری زرہیں بھی گئیں اور قیدی بھی میرے ہاتھ سے جاتے رہے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی سرپرستی میں زندگی بسر کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک نہایت اعلیٰ شرف اور عظیم رتبہ عطا فرمایا۔ مکہ آٹھویں ہجری میں فتح ہوا۔ وہ مکہ جہاں سے مسلمان بڑی بے سروسامانی کی حالت میں نکلے تھے۔ جہاں بلال کو مارا جاتا تھا۔ گرم ریت پر لٹایا جاتا تھا اور ان کے لبوں سے ''أحد أحد'' کی صدا فضا میں گونجا کرتی تھی اور آج دس ہزار کا لشکر جرار مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہو رہا ہے۔ بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا جا رہا ہے۔ بت اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں۔ مشرکین مکہ بڑی حسرت سے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھ رہے ہیں' پھر ان سب کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ آج پہلی مرتبہ بیت اللہ سے توحید کا اعلان ہونے

اللہ کے رسول ﷺ جتنے بھی غزوات میں تشریف لے گئے' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ اسلام کی سب سے پہلی اور اہم لڑائی بدر کے مقام پر ہوئی۔ یہاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ڈھائے جانے والے مظالم کا حساب چکانے کا موقع مل گیا۔

باقی صفحہ 12 پر

اسلامی تہذیب چند خصوصیات

مترجم: جناب مولانا عبدالعزیز مدنی

اسلام ایک کامل و مکمل دین اور فطری نظام حیات ہے اسلام میں جہاں عبادت کے طریقے سکھلائے ہیں وہیں زندگی بسر کرنے کے کچھ تہذیب و آداب سکھلائے گئے ہیں۔ دنیا کی کوئی بھی قوم بغیر تہذیب کے قائم نہیں۔ منجملہ تہذیبوں میں سے ہماری اسلامی تہذیب بھی ہے لیکن مغربی تہذیب کو اس بات پر بڑا ناز اور گھمنڈ ہے کہ وہ انسانی تاریخ کی سب سے متمدن اور ترقی یافتہ تہذیب ہے جس نے اپنی کرنوں سے سارے جہان کو منور کیا ہے۔ مگر صاحب علم وفہم اور معمولی بصیرت والے بھی یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ یہ تہذیب کھوکھلی اور تاریک تر ہے، جس نے فی الواقع دنیا کو سطحی طور پر کچھ روشنی بہم پہنچائی ہے مگر اس نے انسانی معاشرے کے اخلاق، روحانیت اور انسانیت کی اندرونی دنیا کو مختلف امراض و مشکلات سے دوچار کر کے اسے موت سے بدتر زندگی جینے پر مجبور کر دیا ہے۔

تہذیب کا لغوی مفہوم:

تہذیب کا لغوی معنی آراستگی، پاکیزگی، شائستگی، خوش اخلاقی، اصلاح، صفائی، تمدن، فلاحت، تربیت، ذہنی ترقی، طہور انسانیت، اختیار آداب، اخلاق و عادات اور رکھ رکھاؤ ہے۔ اسی سے شاعر کا قول ہے کہ

یہ دشنام کس طرح آئی تمہیں
یہ تہذیب کس نے سکھائی تمہیں

انگریزی میں اس کے لئے کلچر (Culture) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کا معنی ''ہل چلانا'' یا ''کھیتی باڑی'' کرنا ہے۔

تہذیب کا اصطلاحی مفہوم:

تہذیب ایک ایسا نظام اجتماعی ہے جو انسان کو ثقافتی ثمرات کے حصول میں زیادہ سے زیادہ مدد دیتا ہے۔ بعض محققین نے تہذیب کی اصطلاحی تعریف یوں کی ہے:

تہذیب وہ معیار ہے جس پر زندگی پرکھی جاتی ہے اور یہ زندگی کا نصب العین ہوتا ہے۔ نیز ہم جسے تہذیب کہتے ہیں اس کے معنی، دین، ایمان، قانون اور علم کے سائے میں زندگی بسر کرنا، اپنی محنت سے اس زندگی کو درست رکھنا، نیک حوصلوں سے اس کو رونق دینا اور صنعت وتجارت کے ذریعہ سے وہ چیز حاصل کرنا جن سے آرام پہنچتا وغیرہ ہیں۔ نیز تہذیب ثقافت کی ایک شاخ ہے جس میں تحریر کا استعمال، شہروں کا وجود، سیاسی ردوبدل اور پیشہ وارانہ تخصص شامل ہے۔ جدید دور کے محققین نے تہذیب کے اندر ہر طرح کے تکنیکی علوم کو شامل کیا ہے۔ ثقافت کی طرح ہر شخص تہذیب میں اپنا کردار ادا نہیں کرتا اور یہ اس کے لئے ضروری بھی نہیں اور ثقافت کی طرح ترقی میں تہذیب ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ایک دینی مفکر نے اسلامی تہذیب اور اس کے مبادیات پر روشنی ڈالتے ہوئے تہذیب اور ثقافت کو ہم معنی لفظ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک علوم و آداب، فنون لطیفہ، صنائع بدائع، اطوار معاشرت، انداز تمدن اور طرز سیاست تہذیب کے نتائج و مظاہر ہیں۔

اسلامی تہذیب کی چند نمایاں خصوصیات:

پہلی خصوصیت: یہ ہے کہ اسلامی تہذیب عقیدۂ توحید کی اساس پر قائم ہے۔ چنانچہ یہ اولین تہذیب ہے جو الہ واحد کی طرف دعوت دیتی ہے، جس کی بادشاہی اور حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں، صرف اسی کی عبادت کی جانی چاہئے۔ چنانچہ اس عقیدے کا اسلامی تہذیب پر اتنا زبردست اثر پڑا کہ وہ تمام پہلی تہذیبوں سے ممتاز ہوگئی۔

دوسری خصوصیت: اسلامی تہذیب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اخلاقی اصولوں کو اپنے پورے نظام اور اپنی ساری سرگرمیوں میں اولین مقام عطا کیا۔ حکومت، علوم وفنون، قانون سازی، صلح و جنگ، اخلاقی اصولوں کی تطبیق کو ہمیشہ مدنظر رکھا بلکہ اسلامی تہذیب اس معاملے میں حد کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ یہ ایسی تہذیب ہے جس نے انسانیت کے لئے خالص سعادت کی ضمانت دی ہے۔

تیسری خصوصیت: یہ ہے کہ یہ تہذیب کوئی ملکی یا قومی یا نسلی تہذیب نہیں بلکہ صحیح معنوں میں انسانی تہذیب ہے۔ یہ انسان کو بحیثیت انسان کے خطاب کرتی ہے اور اس شخص کو اپنے دائرے میں لے لیتی ہے جو توحید، رسالت، کتاب اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ اس طرح سے اس تہذیب نے ایک ایسی قومیت بنائی ہے جس میں بلاامتیاز رنگ، نسل وزبان ہر انسان داخل ہوسکتا ہے۔

چوتھی خصوصیت: ہماری تہذیب کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے میلان و رجحان کے اعتبار سے پوری انسانیت پر حاوی ہے، جو اپنے پیغام اور مشن کے اعتبار سے آفاقی و عالم گیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری ہر تہذیب صرف ایک ہی نسل اور ایک ہی قوم کے ناموروں پر فخر کر سکتی ہے، لیکن اسلامی تہذیب ان تمام اقوام و قبائل کے سپوتوں پر فخر کر سکتی ہے جنہوں نے مشترکہ طور پر اس قصر تہذیب کی تعمیر میں مدد دی، مثلاً، ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد خلیل، سیبویہ، فراء وغیرہ رحمہم اللہ۔

پانچویں خصوصیت: ہمہ گیری و آفاقیت کے ساتھ اسلامی تہذیب کی نمایاں خصوصیات کا زبردست ڈسپلن اور اس کی طاقت وگرفت ہے جس سے وہ اپنے متبعین کو شخصی واجتماعی حیثیت سے اپنے آئین کا پابند بناتی ہے۔ اس طریقہ سے اسلامی تہذیب کو جو زبردست نفوذ و اثر حاصل ہوا وہ کسی دوسری تہذیب کو نصیب نہیں ہوا۔

چھٹی خصوصیت: یہ ہے کہ یہ تہذیب علم کے سچے اصولوں پر ایمان رکھتی ہے اور پاکیزہ ترین اصول وعقائد کو اپنا مرکز قرار دیتی ہے اور اس خصوصیت میں بھی کوئی تہذیب اس کی شریک نہیں ہے۔ پھر ہماری اسلامی تہذیب وہ واحد تہذیب ہے جو دین کو ریاست سے جدا نہیں کرتی، لیکن اس کے باوجود ان دونوں کے امتزاج سے ان خرابیوں میں سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی جس سے یورپ قرون وسطیٰ میں دوچار ہوا تھا۔

تہذیبوں کی تاریخ میں اسلامی تہذیب کے یہ بعض خصائص و امتیازات ہیں جو پوری دنیا کے لئے موجب حیرت تھے۔ چنانچہ اسلامی تہذیب کی انہی خصوصیات کو دیکھ کر ''رابرٹ بریفالٹ'' نے اس کا ذکر کچھ اس طرح سے کیا ہے کہ ''جس روشنی سے تہذیب کا چراغ ایک دفع

پھر روشن ہوا وہ یونانی اور رومی ثقافت کے ان شراروں سے نہیں اٹھی جو یورپ کے کھنڈروں میں سلگ رہے تھے، یہ روشنی شمال سے نہیں آئی بلکہ اس سلطنت کے جنوبی حملہ آور یعنی عرب اپنے ساتھ لائے تھے۔

اسلامی تہذیب ابتدائی عہد میں:

تہذیب و تمدن ثقافت کی دو بڑی شاخیں ہیں۔ اسلامی تہذیب میں بھی ان شاخوں نے اتنا بھرپور کردار ادا کیا ہے کہ آج تہذیب و ثقافت کو جدا جدا مفہوم میں بیان کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ ابتدائی عہد کی اسلامی تہذیب یقیناً عرب تہذیب سے ایک حد تک جداگانہ تھی۔ اس امر کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ ''عرب بت پرست تھے اور حضرت محمد ﷺ کی برکت نبوت سے وہ چند برس میں توحید پرست ہو گئے اور خانہ کعبہ بتوں سے پاک ہو گیا۔

''السلام علیکم'' تہذیب کا ایک اہم اور بنیادی جزو بن گیا۔ انتقام اور ظلم کی جگہ اخوت اور بھائی چارے نے لے لی۔ عورتوں اور بیٹیوں کو قتل کرنے پر مجبور محض سمجھنے کی جگہ انہیں بھی قابل قدر مقام مل گیا۔ طاقتوروں کا کوئی مقام نہ رہا، مظلوموں اور بیواؤں کی داد رسی ہونے لگی۔ جوا، قتل، شراب نوشی اور ایسی دیگر برائیوں کا قلع قمع ہو کر ایک صالح معاشرہ بننے کے آثار پیدا ہو گئے۔ پاکیزگی، صفائی اور پانچ وقت کی نماز جزو زندگی بن گئی۔ دنیا میں پہلی بار باقاعدہ نظام تعلیم اور درسگاہوں کا اجراء ہوا، اس سے پہلے مقامی اساتذہ اور ان کی درسگاہیں محدود تعداد میں ہوا کرتی تھیں۔ شرم و حیا اسلامی تہذیب و ثقافت کا اہم جزو بن گئی۔ عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا، یہاں تک کہ عدل فاروقی آج بھی دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اطاعت امیر عام مسلمانوں کا طرۂ امتیاز بن گئی، خالد بن ولیدؓ کی معزولی ایک اہم مثال ہے۔ چنانچہ ان تمام امور کی اہم مثالیں تاریخ اسلام میں بکھری ہوئی ہیں۔

اسلامی تہذیب قرون وسطی میں:

قرون وسطی میں سقوط بغداد (تیرہویں صدی عیسوی) میں اسلامی تہذیب و تمدن اپنے عروج پر تھا، خصوصاً سائنسی و عملی میدانوں میں دور دور تک مسلمانوں کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ دنیا و آخرت دونوں پر مسلمانوں کی نظر تھی اور وہ ان دونوں کو بہتر بنانے میں لگے۔ یہ وہ دور تھا جب یورپ بربریت اور جہالت میں ڈوبا ہوا تھا، سیاست وحکومت اور تہذیب و تمدن کا کوئی تصور سرے سے وہاں موجود نہ تھا اور دنیا کی بڑی بڑی تہذیبیں تباہ ہو چکی تھیں۔ اس وقت مسلمان اٹھے اور انہوں نے ایک صدی میں ہندوستان سے فرانس اور چین سے افریقہ تک کے علاقوں میں ایک نئی تہذیب قائم کر دی۔ جابجا مسجدیں بنوائیں، علم وفن کے بڑے بڑے مراکز قائم کئے اور جابجا کتب خانے اور درسگاہیں قائم کیں۔ چنانچہ ''رابرٹ بریفالٹ'' لکھتا ہے کہ ''عربوں کے یہاں اتنے نفیس سوتی اور ریشمی لباس تھے جنہوں نے نیم عریاں لوگوں کو لباس کا شوقین بنا دیا۔ ڈاکٹر ڈریپر لکھتا ہے کہ: ''جب یورپ جہالت کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا تو قرطبہ اور غرناطہ کی درسگاہوں میں حصول علم کے بڑے بڑے فانوس جگمگا رہے تھے۔ کتب اکٹھا کرنے کا جنون مسلمانوں میں عام تھا، سلاطین و امراء کیا عام مسلمان بھی کتابوں کا ذخیرہ کرنا تہذیب و ثقافت کا جزو سمجھتے تھے۔

ابن ندیم لکھتے ہیں: ''بغداد میں محمد بن حسین ابی بعرہ کا کتب خانہ لاجواب تھا۔ یاقوت حموی رقم طراز ہیں کہ: ''سلطان بہاؤ الدولہ کے وزیر ابونصر سابور کے کتب خانے سے بہتر کوئی کتب خانہ نہ تھا۔''

چنانچہ ہمارے اسلاف نے بھی خود تصنیف کے انبار لگا دیئے تھے، ہزاروں علماء و ادباء ایسے گذرے ہیں جن کی تصانیف کی تعداد سو سے اوپر ہے، مثلاً: ابن تیمیہ نے پانچ سو، جلال الدین سیوطی نے ساڑھے پانچ سو، امام غزالی دو سو، ابن عربی اڑھائی سو کتابوں کے مصنف تھے۔ مسلمان ہی پہلے وہ لوگ تھے جنہوں نے سائنس پر کماحقہ توجہ دی، یوں تو مسلمانوں کے طبی کارناموں کی فہرست بڑی طویل ہے، مختصراً یہ کہ انہوں نے روشنی، نظر، کسوف، خصوف، بادو باراں، حیوانات، نباتات، خواص اشیاء وغیرہ پر لاتعداد کتب لکھیں۔ طب میں اسلام نے ہزار ہا علماء پیدا کئے، فلسفہ اور دیگر علوم مابعد الطبیعیات میں مسلمانوں نے بیش قیمت اضافے کئے۔ علم تاریخ مسلمانوں ہی نے صحیح اور سائنسی بنیادوں پر مدون کیا، چنانچہ قرون وسطی کی تہذیب و ثقافت میں علم کی فراوانی کا یہ حال تھا کہ لوگ تحصیل علم کو فرض اولین اور کسب معاش کو فرض دوم سمجھتے تھے۔

اسلامی تہذیب میں مساوات کا جوہر:

اسلام انسان کی عظمت، انسانیت کی مساوات اور اخوت کا علم بردار ہے۔ رنگ و نسل اور زبان و قومیت کے اختلاف کو جغرافیائی اور تاریخی حالات و حوادث کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ہماری لازوال تہذیب کی انسان دوستی کا یہ ایک ایسا پہلو ہے کہ جس نے انسانوں کے درمیان حقیقی مساوات کی بنیادیں مضبوط کیں، بغیر یہ لحاظ کئے کہ کس کا رنگ کیا ہے اور کس کا نسبی تعلق کس سے ہے؟ چنانچہ قرآن مجید کا اعلان ہے کہ

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾

''اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔''

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لأحمر علی أسود ولا لأسود علی أحمر الا بالتقوی]

''خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت ہے مگر تقویٰ کے ذریعہ۔''

سوچئے تو ذرا کہ اسلامی تہذیب کے اصول و مبادی کا یہ پہلو کس قدر روشن ہے، اولاً انسان کا مقام اس اسلامی تہذیب کے اصول و مبادی میں کس قدر بلند ہے۔ لوگ سب کے سب سیاہ فامی کو عیب تصور کرتے تھے اور کالوں کو گویا انسانوں میں شمار ہی نہ کرتے تھے، لیکن جب ہماری اسلامی تہذیب آئی تو اس نے ان سب باطل معیاروں کا قلع قمع کر دیا۔ مختصراً یہ کہ ہماری اسلامی تہذیب نے سیاہ فاموں اور گورے رنگ والوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی طبقاتی فرق روا نہیں رکھا، بلکہ ہماری اسلامی تہذیب ایک ایسی حقیقی انسانی تہذیب ہے جس کی نظر میں انسانیت کی قدر و قیمت ہے۔

اسلامی تہذیب میں مذہبی رواداری:

اسلامی تہذیب میں مذہبی رواداری کے باب میں چند اصول و مبادی اس طرح بیان کئے جاتے ہیں:

① تمام سماوی دین ایک ہی سرچشمہ سے پھوٹتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ (شوریٰ:۱۳)

دین کے ایجاب و قبول میں کوئی جبر و اکراہ (زبردستی) نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (البقرہ)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الکھف:۲۹)

تمام ادیان و مذاہب کی عبادت گاہیں قابل احترام وحفاظت ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا﴾ (الحج:۴۰)

چنانچہ امن وسلامتی کی حالت میں حسن خلق، نرمی، ضعیفوں سے رحم دلی، اقرباء اور پڑوسیوں کے ساتھ رواداری کا مظاہرہ ہر قوم کرسکتی ہے، لیکن جنگ کی حالت میں لوگوں کے ساتھ منصفانہ معاملہ کرنا، دشمنوں سے نرم سلوک کرنا، بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے ساتھ رحم دلی کا مظاہرہ کرنا ہر قوم کے بس کی بات نہیں، ایسی حالت میں ہماری واحد اسلامی تہذیب ہے جس کے اکابر نے سخت ترین جنگی حالات میں بلندترین عادلانہ ومنصفانہ انسانیت کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ اسلامی تہذیب کے جنگی اصول و مبادی کو صرف تین لفظوں میں پیش کیا جاسکتا ہے،

انصاف، رحم اور وفا عہد۔

اسلامی تہذیب میں حسن سلوک اور رحم وشفقت کا کردار:

ہماری اسلامی تہذیب اپنے اصولوں اور طرز عمل کے لحاظ سے ایسے لطیف انسانی شعور کی پیامبر بن کر اور ایسے رحیمانہ روپ مین سامنے آئی جو کسی گذشتہ تہذیب کو نصیب نہ ہوا اور نہ اسلامی تہذیب کے بعد کسی قوم کو میسر آیا، یعنی انسانوں سے رحم وشفقت کا سلوک کرنا تو درکنار حیوانات سے رحم وشفقت کا سلوک ہماری اسلامی تہذیب میں پایا جاتا ہے۔ ہماری اسلامی تہذیب نے سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ حیوانات بھی انسان کی طرح ایک مخلوق ہیں اور وہ رحم وشفقت کے مستحق ہیں جس طرح ایک انسان رحم وشفقت کا مستحق ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

[الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا اهل الأرض يرحمكم من في السماء]

رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، اے زمین والو! رحم کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اتقوا فی هذه البهائم المعجمة، فاركبوها صالحة واتركوها صالحة ان حیوانات کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کرو جو بول نہیں سکتے' ان پر سواری کرو جب کہ وہ اس کے قابل ہوں اور انہیں چھوڑ دو جب کہ وہ اچھی حالت میں ہوں۔

بعض اوقات حیوانات کے ساتھ سنگ دلانہ برتاؤ کی وجہ سے ایک آدمی جہنم میں بھی داخل ہوسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دخلت امرأة النار فی هرة ربطتها ولم تطعمها ولم يدعها تاكل من خشائش الارض

ایک عورت محض ایک بلی کی وجہ سے جہنم کی سزاوار ہوئی کہ اس نے اس کو باندھ رکھا تھا نہ کچھ کھانے کو دیا اور نہ آزاد چھوڑا تا کہ وہ کیڑے مکوڑے کھالیتی۔

مسلمانوں کے چند تہذیبی مراکز:

مسلمانوں کی تہذیب کا ایک اجمالی تعارف تو سابق سطور میں پیش کیا جا چکا ہے، یہاں مسلمانوں کے چند اہم شہروں کی تہذیبوں کی ایک جھلک پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

بغداد عہد عباسیہ میں:

عباسی خلفاء نے عراق کے شہر بغداد کو اپنا پایۂ تخت بنایا تو دنیا بھر سے اہل علم و ہنر یہاں اکٹھے ہو گئے۔ سلطنت عباسیہ کے عہد میں شہر بغداد آبادی، خوبصورتی، علوم وفنون، تہذیب و ثقافت اور رکھ رکھاؤ کے لحاظ سے دنیا میں اول نمبر کا شہر تھا۔ امرائے سلطنت کے محل سنگ مرمر کے بنے ہوئے تھے، دریائے دجلہ شہر کے درمیان سے گزرتا تھا، لوگوں کے پینے کے لئے میٹھا اور صاف پانی مہیا ہوتا تھا۔ بغداد میں بے شمار مساجد، مدارس اور جامعات تھے، طلباء کو وظائف دیئے جاتے تھے، عدل و انصاف کا چرچہ دور دور تک تھا۔ علم وادب کا دور دورہ تھا، الف لیلیٰ کی مشہور داستان یہیں لکھی گئی۔

قرطبہ اموی دور میں:

یہ اسپین کا ایک شہر ہے، شہر کے سامنے وادی الکبیر کا پل تھا، لاتعداد مدارس تھے، تعلیم مفت دی جاتی تھی، کتب خانے بے شمار تھے، قرطبہ کی جامع مسجد آج بھی مسلمانوں کی اس تہذیب وتمدن کی نشاندہی کررہی ہے۔ ان دونوں بڑے مراکز کے علاوہ بے شمار چھوٹے مراکز بھی ہیں جو مختلف علاقوں مصر، شام، ترکستان، ہندوستان میں وجود میں آئے۔ چنانچہ قاہرہ، دمشق، بصرہ، سمرقند، بخارا، دہلی، لکھنؤ، مالدیپ وغیرہ میں مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت آج بھی قابل ذکر ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ دنیا کے اندر انصاف پسند اور مساوات کی تعلیم دینے والی اگر کوئی تہذیب ہے تو وہ اسلامی تہذیب ہے۔ اس لئے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی تہذیب کو خود اپنائیں اور اس کی خوبیوں اور اچھائیوں کو لوگوں کے سامنے پیش کریں، تا کہ دنیا جان لے کہ ہماری اسلامی تہذیب نہ صرف گونا گوں خصوصیات کی حامل ہے، بلکہ ساری دنیا کی امن وسلامتی کی ضامن ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مغربی تہذیب کے شکنجوں اور اس کی برائیوں سے بچائے اور اسلامی تہذیب کو اپنانے کی توفیق دے، آمین!

الاسلام ڈائری 2016ء

- جماعتی جذبوں کی آئینہ دار
- ایک دعوت' ایک پیغام
- ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

حسب سابق ڈائری زیر ترتیب ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ڈائری ماہ دسمبر میں آپ کو مل سکے تو آج ہی رابطہ کیجیے۔ اشتہارات اور ضروری فون نمبر آج ہی بھیج دیں

ایک صفحہ اشتہار فور کلر	2500/- روپے
ایک صفحہ اشتہار ایک کلر	1500/- روپے
نصف صفحہ ایک کلر	1000/- روپے

ڈائری کی عام قیمت 400/- روپے
رعایت کے ساتھ 300/- روپے (علاوہ ڈاک خرچ)
شناختی کارڈ (محمد بشیر انصاری) 34101-3207371-5

رابطہ: اہلحدیث پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور
0321-6487892 - 042-37720257
055-4443265

فضائل صلہ رحمی

تحریر
جناب الشیخ عبداللہ الرعوجی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآئَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾ (النسآء: ۱)

''اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو' بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے صلہ رحمی کرنا چاہیے۔'' (بخاری و مسلم)

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز سے کسی نے پوچھا کہ رحمی رشتہ دار اور قرابت دار کون ہیں؟ کیونکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بیوی کے قرابت دار رحمی رشتوں میں سے نہیں ہیں۔

سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ رحمی رشتہ دار وہ ہیں جو تمہاری ماں اور باپ کے نسب سے ہوں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ (الانفال: ۷۵)

''اور رشتے ناتے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں' اللہ کے حکم میں۔''

رحمی رشتوں میں سب سے قریبی رشتے ماں باپ' بچوں اور بچوں سے جو نسل کا سلسلہ چل پڑے' پھر ان میں سب سے قریبی رشتے پھر قریبی رشتے' بھائیوں اور ان کی اولاد سے' چچا اور چچیاں اور ان کی اولاد' پھر ماموں اور خالائیں اور ان کے بچے۔

نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جب کسی سائل نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تیری ماں'' پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تیری ماں' پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تیری ماں'' پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تیرا باپ' پھر زیادہ قریبی' پھر زیادہ قریبی۔'' (مسلم)

لیکن بیوی کے رشتے دار' شوہر کے رحمی رشتہ دار نہیں ہیں۔ الا یہ کہ شادی سے پہلے اگر ان کے رحمی رشتہ دار ہوں تو! البتہ (بیوی کے رشتہ دار) شوہر کے بچوں کے رحمی رشتہ دار ہوں گے۔ (فتاویٰ اسلامیہ)

صلۂ رحمی کس چیز میں کی جائے؟

صلۂ رحمی کے مختلف طریقے ہیں' جیسا کہ ان سے ملاقات کرنا' ہدیہ دینا' ان کی خیر و عافیت معلوم کرنا' ان کے محتاجوں پر صدقہ کرنا' ان کے مالداروں کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا' ان کے بڑوں کی عزت کرنا' اسی طرح ان کی ضیافت کرنا' ان کا اچھی طرح استقبال کرنا' ان کی خوشیوں میں شریک ہونا' ان کے غموں پر غمخواری کرنا' اسی طرح ان کے لیے دعا کرنا' وسیع الظرف ہونا' ان کی دعوت قبول کرنا' ان کے مریضوں کی عیادت کرنا' اسی طرح ان کو ہدایت کی طرف دعوت دینا' ان کو اچھائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا' یہ سب کام صلۂ رحمی میں شامل ہیں۔

ابن ابی حمزہؒ فرماتے ہیں کہ صلۂ رحمی کبھی مال کے ذریعے سے ہوتی ہے' کبھی خدمت کے ذریعے سے اور کبھی ملاقات کرنے اور سلام کرنے سے۔

صلہ رحمی کرنا واجب ہے' اگر وہ تم سے قطع رحمی کریں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے کچھ قرابت دار ہیں' میں ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں ان سے اچھائی کا معاملہ کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں' میں ان کے ساتھ عقلمندی کا مظاہرہ کرتا ہوں اور وہ جہالت و نادانی کا۔ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حقیقت ایسی ہی ہے جیسا کہ تم بیان کر رہے ہو تو گویا کہ تم ان کے منہ میں گرم راکھ بھر رہے ہو اور جب تک تمہارا ان کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ ہوگا اس وقت تک کے لیے تمہارے دفاع کے لیے اللہ کی طرف سے ایک مددگار مقرر ہوگا۔ (مسلم)

صلہ رحمی گناہوں کی بخشش کا سبب ہے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے بڑا گناہ کیا ہے' کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا تمہاری ماں بقید حیات ہیں؟'' تو اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کیا تمہاری خالہ ہیں؟'' اس نے کہا کہ ہاں' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔'' (ترمذی' حاکم)

صلہ رحمی رزق اور عمر میں اضافہ کا سبب ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ (بن ابی طالب) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی عمر میں درازی ہو' اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور مرنے کے بعد لوگوں میں برائیوں کا چرچا نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔'' (حاکم' بزار)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''جسے یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی نصیب ہو اور اس کے مرنے کے بعد اس کا اچھا تذکرہ ہو تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔'' (بخاری و مسلم)

صلہ رحمی کرنا اللہ کے پاس سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے:

قبیلۂ خثعم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے' میں نے کہا کہ آپ کا یہ کہنا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! اللہ کو کون سے عمل سب سے زیادہ پسند ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ پر ایمان لانا۔'' میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! پھر کون سا کام؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''پھر صلہ رحمی کرنا۔'' اس شخص نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! سارے اعمال میں کون سا عمل اللہ کو سب

سے زیادہ ناپسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔'' اس نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! پھر کون سا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قطعی رحمی کرنا۔'' (مسند ابی یعلیٰ)

صلہ رحمی کرنا جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات کا سبب ہے:

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ایک سفر میں تھے' اس نے آپ ﷺ کے اونٹ کی رسی یا نکیل تھام لی' پھر کہا کہ اے اللہ کے رسول! یا اس نے کہا کہ اے محمد! آپ مجھے وہ کام بتائیں کہ جن کے کرنے سے میں جنت کے قریب اور جہنم سے دور ہو جاؤں۔ تو نبی ﷺ رک گئے' پھر آپ ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ شرک مت کرو' نماز قائم کرو' زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی کو چھوڑ دے۔''

ایک روایت میں ہے کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو' جب وہ واپس ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں نے اسے جس چیز کا حکم دیا ہے اگر وہ اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' (بخاری)

صلہ رحمی بدلہ کے طور پر نہیں:

بعض لوگ ایسے ہیں کہ اپنے ان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں اور ان سے قطع رحمی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ قطع رحمی کرتے ہیں' حقیقت میں یہ صلہ رحمی کرنا نہیں بلکہ بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دینا ہے۔ یہ چیز رشتہ دار اور غیر رشتہ دار دونوں کے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ بدلہ دینا صرف رشتہ داروں کے ساتھ مختص نہیں۔ لیکن صلہ رحمی کرنے والا درحقیقت وہ ہے جو اپنے رشتہ داروں سے اللہ کی خاطر صلہ رحمی کرتا ہے خواہ وہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں یا قطع رحمی۔ اسی لیے اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرنے والا' صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جب اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' (بخاری و مسلم)

ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی سردار شیر علی خان گورچانی کی مرکز اہلحدیث جام پور میں آمد

﴿بڑے جلسۂ عام سے خطاب﴾

مؤرخہ **22** نومبر بروز اتوار مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور کے زیر اہتمام مرکز اہل حدیث میں بڑا جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا محمد یٰسین راہی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع راجن پور نے فرمائی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد اسماعیل ساجد ناظم تحصیل جام پور نے انجام دیئے۔ شہر وقرب وجوار سے بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ سردار شیر علی خان گورچانی ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی مہمان خصوصی تھے۔ مولانا محمد اسماعیل ساجد کے ابتدائی کلمات کے بعد مولانا محمد یٰسین راہی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور قائدین حضرت علامہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی دینی وسیاسی خدمات کو تفصیل سے بیان کیا اور جام پور کے بنیادی مسائل مثلاً سوئی گیس کی فراہمی' جام پور کو ضلع بنانے' شہر اور علاقہ کی ترقی کے لیے اہم مطالبات کی تکمیل کی طرف توجہ دلائی۔ جناب سردار شیر علی خان گورچانی نے اپنے خطاب میں مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اس کے قائدین کی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ جام پور کے مسائل حل کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ انہوں نے مولانا محمد یٰسین راہی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور کی دینی وسیاسی کارکردگی کی پرزور الفاظ میں تعریف کی اور بڑے جلسہ عام منعقد کرنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ جناب ملک اعجاز احمد راں سابق صدر بار ایسوسی ایشن جام پور' جناب حاجی فاروق احمد گورمانی' جناب مولانا ابوبکر عبداللہ' جناب پروفیسر سرفراز احمد قریشی' جناب حاجی محمد اکرم قریشی' مولانا لیاقت صدیقی ودیگر مقررین نے بھی جلسہ سے خطاب کیا۔

نوٹ: جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی طرف سے جام پور کی ترقی کے لیے پانچ ارب روپے کی گرانٹ منظور کی گئی ہے اور ترقیاتی کام تیزی سے جاری ہیں۔ آخر میں مولانا محمد یٰسین راہی کی دعا پر عظیم الشان جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

محمد ابوبکر' سیکرٹری اطلاعات ونشریات مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور

قطع رحمی کرنے والے کی سزا:

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا' سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ کاٹنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ سیدنا سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یعنی رشتوں کو کاٹنے والا۔ (بخاری و مسلم)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے' ہمیشہ شراب پینے والا' قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔'' (مسند احمد' ابن حبان)

قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ ''بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات (جمعہ کی رات) کو پیش کیے جاتے ہیں مگر قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔'' (احمد)

بیوی کو صلہ رحمی سے منع کرنا:

شیخ صالح الفوزان سے سوال کیا گیا کہ کیا شوہر کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی کو صلہ رحمی کرنے سے منع کر دے' خاص طور پر والدہ اور والد کے ساتھ۔

فضیلۃ الشیخ نے جواب دیا کہ صلہ رحمی کرنا واجب ہے اور شوہر کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو اس سے منع کرے۔ اس لیے کہ قطع رحمی کبیرہ گناہ ہے اور بیوی کو اس معاملہ میں شوہر کی بات نہیں ماننی چاہیے کیونکہ جب خالق کی نافرمانی ہو رہی ہو تو مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔ بلکہ بیوی کو چاہیے کہ وہ خاص اپنے مال سے صلہ رحمی کرے' مراسلت کرے اور ملاقات کرے' الا یہ کہ یہ ملاقات شوہر کے حق میں بگاڑ کا باعث ہو اور شوہر کو یہ خدشہ ہو کہ بیوی کے قرابت دار اسے شوہر کے خلاف اکسائیں گے تو ایسی صورت میں شوہر کو اختیار ہے کہ وہ بیوی کو ان سے ملنے پر پابندی عائد کر دے' مگر اس صورت میں بھی بغیر ملے بیوی ان سے صلہ رحمی کر سکتی ہے کیونکہ اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم!

حافظ عبدالحمید ازہر

تحریر: جناب پروفیسر محمد یٰسین ظفر

تمام دینی وعلمی اور جماعتی حلقوں میں یہ خبر نہایت حزن وملال کے ساتھ سنی گئی کہ ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالحمید ازہر رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ اصغر مال روڈ مسلم پارک راولپنڈی میں آپ کے رفیق خاص حافظ مسعود عالم ﷾ نے پڑھائی اور قریبی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس طرح علم وعمل کا پیکر ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

حافظ عبدالحمید ازہر قیام پاکستان کے ایک سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین انڈیا سے ہجرت کر کے قصور شہر میں قیام پذیر ہو گئے اور وہیں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ شروع ہی سے بہت ذہین اور سلیم الفطرت تھے۔ جلد ہی قرآن حکیم کے حافظ بن گئے۔ اس کے بعد مختلف علماء اور مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں مولانا ابو البرکات اور جامعہ محمدیہ میں محدث العصر حافظ محمد گوندلوی سے ذاتی سند حاصل کی۔ علم کی جستجو اور تشنگی باقی تھی۔ لہٰذا جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخل ہوئے۔ یہاں شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی، مولانا علی محمد حنیف السلفی، مولانا حافظ بنیامین کے علاوہ فضیلۃ الشیخ امان علی جامی رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا۔ آپ کے رفقاء میں سے جناب حافظ مسعود عالم ﷾ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ جامعہ کے سالانہ امتحانات میں اعلیٰ درجات حاصل کرنے کے باعث دونوں مشائخ کا مدینہ منورہ میں داخلہ ہوا۔ اس طرح جامعہ سلفیہ کی جانب سے نومبر 1973 میں پہلا قافلہ حصول علم کے لیے مدینہ منورہ پہنچا۔ کلیہ الشریعہ میں چار سالہ تعلیم مکمل کی اور میرٹ کی بنیاد پر ایم اے کے لیے داخلہ ہوگیا۔

1980 میں آپ واپس وطن تشریف لے آئے اور جامع مسجد محمدی ایمن آباد چوک اصغر مال روڈ راولپنڈی میں بطور خطیب مقرر ہوئے۔ مدرسہ تدریس القرآن راجہ بازار میں بطور نائب شیخ الحدیث خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپ نے جامع مسجد محمدی میں 35 سال بطور خطیب فرائض سرانجام دیئے۔ مسجد کی از سرنو تعمیر اور مثالی ادارہ برائے تعلیم البنات قائم کیا۔ یہ مسجد انتہائی خوبصورت اور پرشکوہ ہے۔ آپ کا خطبہ بہت منظم اور مرتب ہوتا۔ ایک موضوع پر گفتگو کرتے اور بات ذہن نشین کرا دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ دور دور سے خطبہ جمعہ سننے کے لیے تشریف لاتے۔ آپ کی گفتگو میں بلا کی تاثیر تھی۔ ایسا وعظ کرتے کہ بات دل میں اتر جاتی اور فکر کی تبدیلی کا باعث بنتی۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے اور ان کے عقائد اور سلوک میں انقلابی تبدیلی آئی۔ آپ مختلف کانفرنسوں، جلسوں، سیمینارز میں بیان کرتے۔ پوری بات دلائل سے مزین ہوتی اور ایک ایک جملہ بامقصد اور مفہوم کو واضح کر رہا ہوتا تھا، آپ بیک وقت علمی اور عوامی انداز اختیار کرتے جس سے اہل علم اور عام لوگ مستفید ہوتے۔

آپ بہت اچھے قلم کار اور لاجواب اسلوب نگارش کے مالک تھے۔ آپ کی منفرد تحریر، ادب سے مزین ہوتی۔ دلائل کی زبان سے اپنا مدعا بیان کرتے۔ عربی، اردو اور فارسی زبان میں مکمل عبور حاصل تھا۔

حضرت حافظ صاحب کامیاب استاد اور مدرس تھے۔ اسلوب تدریس میں یکتا تھے۔ مشکل بات کو آسان پرائے میں کرنے کا گر جانتے تھے، تفہیم کا ایسا طریقہ اختیار کرتے کہ طلبہ کو سوال کرنے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔ بڑی کتابیں پڑھاتے وقت شاگردوں کی مکمل رہنمائی کرتے۔ آپ فقہ اور اصول فقہ کے ماہر تھے۔ لہٰذا اس موضوع پر زیادہ کتابیں اختیار کرتے اور بڑے شوق سے تدریسی خدمت سرانجام دیتے۔ آپ تعلیم کے ساتھ طلبہ کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے اور علم کو عمل کے بغیر نامکمل سمجھتے تھے۔

حافظ عبدالحمید ازہر قدامت پسند تھے اور اس میں عار محسوس نہ کرتے۔ ظاہری وضع قطع اور لباس میں سادگی اختیار کرتے لیکن حقیقت میں تمام جدید طور طریقوں سے آگاہ تھے۔ آپ کا دل بڑا روشن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فتویٰ دیتے ہوئے جہاں کتاب وسنت سے رہنمائی لیتے تھے وہاں جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے۔ حکیمانہ طرز عمل اختیار کرتے تھے۔ فتوی تحریر کرتے ہوئے بہت محتاط الفاظ استعمال کرتے۔

آپ بہت اچھے قلم کار اور لاجواب اسلوب نگارش کے مالک تھے۔ آپ کی منفرد تحریر، ادب سے مزین ہوتی۔ دلائل کی زبان سے اپنا مدعا بیان کرتے۔ عربی، اردو اور فارسی زبان میں مکمل عبور حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بہت خوبصورت ادیبانہ طرز تحریر اختیار کرتے۔ آپ کو فی البدیع ترجمہ پر عبور حاصل تھا۔ خاص کر خطبہ حج کے علاوہ مسجد الحرام سے نشر ہونے والے خطبات کا فی الفور ترجمہ کر لیتے تھے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ پاکستان ٹیلی ویژن اور ریڈیو پاکستان آپ کی خدمات مستعار لیتا اور یہ خطبے براہ راست نشر ہوتے۔ الفاظ کے چناؤ میں ایسا انداز اختیار کرتے کہ اس میں دلچسپی پیدا ہوجاتی۔

حضرت حافظ عبدالحمید ازہر صاحب پیغام ٹی وی سے بھی منسلک تھے۔ آپ نے ان گنت پروگرام ریکارڈ کرائے جنہیں ناظرین نے بے حد پسند کیا اور بار بار نشر ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ کے بہت سے علمی مضامین قومی اخبارات کے رنگین ایڈیشن میں بھی شائع ہوئے۔ علمی مضامین کے لیے آپ ہفت روزہ الاعتصام کا انتخاب کرتے تھے۔

حافظ صاحب مرحوم بہت خوش طبع تھے۔ بات تلخ بھی ہوتو اس میں مزاح کا پہلو نکال لیتے۔ ان کے پاس بیٹھ کر کبھی اکتاہٹ نہ ہوتی۔ علمی معلوماتی گفتگو کے ساتھ علمی نکات بیان کرتے تھے۔ حالات حاضرہ پر گہری نظر ہوتی اور بہت جاندار تجزیہ کرتے۔ امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال پر بہت کبیدہ خاطر ہوتے اور خون کے آنسو

باقی صفحہ 9 پر

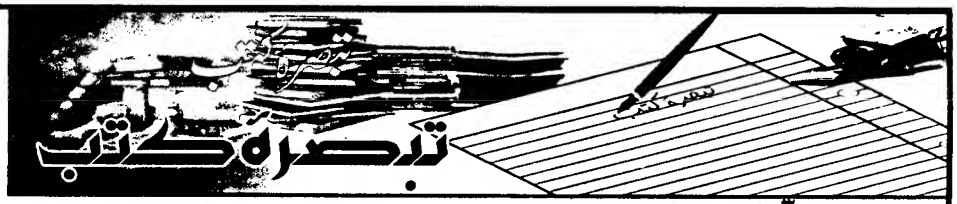

نام کتاب: **اصول التخریج**
مؤلف: عزیر یونس السلفی المدنی
نظر ثانی: حافظ محمود احمد تبسم
صفحات: 272 ناشر: مکتبہ دارالتوحید الاسلامیہ
تبصرہ نگار: (مولانا) عبدالسلام زاہد

وحی الٰہی کی بنیادی دو قسمیں ہیں: ایک متلو اور دوسری غیر متلو۔ متلو قرآن اور غیر متلو حدیث ہے اور حدیث کی کئی اقسام ہیں۔ ان اقسام کی معرفت کے لیے علمائے امت نے قرآن وحدیث سے کچھ اصول، ضوابط اور قوانین اخذ کیے ہیں جن سے حدیث کی حیثیت کا علم ہوتا ہے۔ ان اصولوں کے پھیلاؤ سے بہت سارے ذیلی فنون معرض وجود میں آئے، ان میں سے ایک اہم ترین فن ''اصول التخریج'' ہے۔ تخریج حدیث سے، حدیث کے طرق اور ان طرق سے مروی الفاظ، متن اور سند ومتن کی خوبیاں اور خامیاں اور اسی طرح اسناد کی باہمی حیثیت اور تقابل باعتبار علو ونزول نیز متواتر وآحاد مزید متواتر لفظی اور معنوی یا مشہور، مستفیض، عزیز، غریب اور اسی طرح رواۃ کی ثقاہت اور عدم ثقاہت وغیرہ کثیر تعداد میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اصول التخریج جس قدر اہم اور معلوماتی علم ہے اسی لحاظ سے اس کی طرف توجہ بھی ماہرین فن، حذاق اور جہابذہ قسم کے ائمہ نے ہی کی ہے۔ مگر یہ تمام کا تمام ذخیرہ معلومات عربی زبان میں ہی ہے۔ اللہ بھلا کرے جناب مولانا قاری عزیر یونس السلفی کا کہ انہوں نے انتہائی محنت وجانفشانی سے ایک مشکل اور نسبتاً ایک غیر معروف فن کو اردو زبان میں بلکہ انتہائی سہل اور آسان الفاظ میں تحریر کیا تاکہ قارئین کی دل چسپی بھی برقرار رہے اور انہیں عربی کتب کی طرف مراجعت کا شوق بھی پیدا ہو۔ کتاب میں بیسیوں عربی کتب کا مختصر تعارف بھی موجود ہے۔ الغرض کتاب میں تخریج کے چھ طرق اور تخریج کے ہر طریق میں کارآمد کتب میں سے بعض کا تعارف اور طریقہ استخدام نیز مبادیات اصول تخریج اور اسانید کا دراسہ اور اس میں استعمال ہونے والی کتب سے متعلقہ معلومات آٹھ ابواب میں مرتب کردی ہیں۔ کتاب کی افادیت کے پیش نظر راقم کی درخواست ہے کہ یہ کتاب ہر محقق اور صاحب ذوق کے پاس لازماً ہونی چاہیے۔ نیز اسے لائبریری کی زینت بنانا چاہیے۔

نام کتاب: **موضوعات القرآن فی توحید الرحمٰن**
تالیف: حمید اللہ خان عزیز
صفحات: 251 قیمت:
ناشر: ادارہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور
تبصرہ نگار: (مولانا) عبدالسلام زاہد

''توحید الرحمٰن'' تمام انبیاء علیہم السلام کی اساسی اور مشترک دعوت ہے۔ یہ دین اسلام کے ارکان خمسہ میں سے پہلا رکن ہے جسے قبول کر کے انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر تا دم آخریں اس پر قائم رہنے والے ہی فوز وفلاح کے مستحق اور کامیاب وکامران قرار پاتے ہیں۔ اس لیے ہر زمانے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے سب سے زیادہ توجہ اور زور اسی عقیدہ توحید کی ترویج اور دعوت وتبلیغ پر مرکوز رکھی۔ اس کے بعد ان کے اخلاف اور جانشینوں نے بھی اپنی تمام تر صلاحیتیں، اسی عقیدۂ توحید کے عام کرنے میں صرف کر دیں اور لوگوں کو اسی کاروان توحید میں شامل بھی کرنے کے لیے تگ وتاز کرتے رہے۔

زیر تبصرہ کتاب بھی اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے حمید اللہ عزیز ایڈیٹر ماہنامہ مجلّہ تفہیم الاسلام نے انتہائی عرق ریزی سے توحید الرحمٰن کے متعلق قرآنی معلومات یکجا کر کے علماء، خطباء اور مقررین کے لیے ایک تحفہ گرانمایہ پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں بعض فرق باطلہ کے خود ساختہ افکار وعقائد کی تردید کے ساتھ ساتھ صحیح اسلامی عقیدہ کی دعوت بھی انتہائی خوب صورت انداز میں پیش کی ہے۔ بہرحال کتاب صوری ومعنوی اعتبار سے دل کش ہے، لہٰذا اس کتاب کو ہر لائبریری اور عالم تک پہنچنا چاہیے۔

❀❀❀❀❀

مرکزی جمعیت تحصیل گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ماہِ دسمبر میں تبلیغی پروگرام

7 دسمبر 2015ء بروز سوموار	جامع مسجد محمدی اہل حدیث کوٹ شیر اپرانا	جناب قاری خبیب الرحمٰن عزیز جناب مولانا عمر فاروق انجم
10 دسمبر بروز جمعرات	جامع مسجد عمر فاروق مان	جناب مولانا شہباز احمد نور پوری جناب مولانا شفیق الرحمٰن ربانی
11 دسمبر جمعۃ المبارک	جامع مسجد رمضان لوہیانوالہ	جناب مولانا ناصر محمود ربانی مولانا ابوسفیان مجاہد مرالیوالہ
14 دسمبر بروز سوموار	مرکزی جامع مسجد قدس اہل حدیث فیروزوالہ	جناب مولانا حکیم احسان اللہ ضیاء مولانا قاری عمر فاروق طور
18 دسمبر جمعۃ المبارک	دارالقرآن والحدیث چھچھر والی پل	جناب مولانا حافظ محمد عمران ربانی مولانا اقبال شہزاد
18 دسمبر جمعۃ المبارک	جامع مسجد کلیم، قلعہ دیدار سنگھ	جناب مولانا منظور احمد مولانا محمد اسماعیل مجاہد
21 دسمبر بروز سوموار	جامع مسجد توحید، سوئیاں	جناب مولانا عبدالقدیر سلفی مولانا احمد نواز ہزاروی
25 دسمبر جمعۃ المبارک	جامع مسجد سڑک والی لدھیوالہ وڑائچ	جناب مولانا محمد بلال تبسم مولانا رانا عبدالجبار ساجد

منجانب: شفیق الرحمٰن ربانی، شعبہ نشر واشاعت تحصیل گوجرانوالہ

طب و صحت

قبض

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

قبض ان امراض میں شامل ہے جس کا شکار آج کل بیشتر افراد ہیں' اسے تہذیب جدید کا تحفہ قرار دینا مناسب اور صحیح ہوگا۔ اس مرض کے شکار افراد میں عمر کی کوئی قید نہیں۔

قبض کو ام الامراض کہا جاتا ہے یعنی امراض کی ماں۔ اس سے کئی امراض جنم لیتے ہیں۔ قبض اجابت کا بروقت نہ ہونا ہے۔ اس کی متعدد اقسام ہیں جن میں وقت پر با فراغت اجابت کا نہ ہونا، سخت قسم کا براز خارج ہونا، دو تین دن تک اجابت کا نہ ہونا۔ اجابت کے وقت دقت ہونا، وغیرہ شامل ہیں۔ قبض نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے میں ایک بار اجابت بغیر دقت ہو جائے۔

جب ہم غذا کھاتے ہیں تو یہ معدہ میں جاتی ہے جہاں سے نکل کر چھوٹی آنت میں داخل ہوتی ہے تو ہاضمے کا عمل نسبتاً تیز ہو جاتا ہے۔ چھوٹی آنت اسے مزید قابل ہاضم بناتی ہے اور غذا کا مائع حصہ بڑی آنت میں تکمیل کو پہنچتا ہے۔ یعنی پانی جذب ہو کر باقی حصہ فضلہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو ہمارے شکم کے بائیں طرف آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے اور قولون کے ساتھ ساتھ اترنے لگتا ہے۔ یہ پورا عمل اور فضلات کا اخراج صحت کے لیے بہت ضروری ہے البتہ اس عمل کی رفتار مختلف اجزا میں مختلف ہو سکتی ہے۔ اگر ہضم کا عمل سست ہو تو اجابت خشک اور سخت ہو سکتی ہے اس کو قبض کہتے ہیں جو بعض صورتوں میں خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ قبض کی صورت میں پیٹ میں گرانی اور طبیعت میں بے چینی ہوتی ہے، مزاج میں چڑچڑا پن، سستی ہوتی ہے۔ منہ سے بدبو اور بدبودار ریاح خارج ہوتے ہیں۔

گاہے سر میں درد اور اختلاج قلب (دل ڈوبنا) کی شکایت ہوتی ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ بعض لوگوں میں کمر درد بھی ہوتا ہے۔ فضلات کے جمع رہنے سے گیس ریاح پیدا ہوتے ہیں' اگر یہ خارج نہ ہوں تو تکلیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر بھوک تو اسی وقت لگے گی جب پہلی غذا خارج ہو گی اور مزید غذا کے داخلے کے لیے جگہ بن جائے گی۔

قبض ہونے کے کئی اسباب ہیں: بعض انفرادی ہوتے ہیں یعنی اجابت کو دبانا، اجابت کی خواہش ہونے پر غفلت کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ شہروں میں رہنے والے لوگ جو کہ ریشہ (فائبر) کا استعمال کم کرتے ہیں، فروٹ، بن، کباب اور شیر مال کا بکثرت استعمال کرتے ہیں، پھلوں، سبزیوں کی بجائے مرغن تلی ہوئی غذاؤں کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ نقص تغذیہ کے علاوہ بعض بری عادات بھی قبض کا سبب بنتی ہیں۔ چنانچہ جذبات بھی ہاضمے میں ایک گونہ اہمیت کے مالک ہیں۔ غذائی اوقات میں بدنظمی سے بھی اجابت کا نظام متاثر ہوتا ہے۔ بعض اوقات ادویہ کے استعمال سے اور بکثرت تمباکو نوشی، چائے کے استعمال سے بھی قبض رہنے لگتی ہے۔ اس کے علاوہ آنتوں کی حرکت دودیہ کی سستی، اخراجی قوت کی کمی، آنتوں میں رطوبت کی کمی، ثقیل غذاؤں کا زیادہ استعمال، آرام طلبی، ورزش کا فقدان اور پانی کے کم استعمال سے بھی قبض کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔

قبض کا اصل علاج یہ ہے کہ ابتدائی عمر سے ہی بچوں میں صحت مند عادات کا شعور پیدا کیا جائے یعنی وقت مقرر کر لیا جائے۔ اس حوالے سے والدین پر اہم ذمہ داری ہے۔ قبض کشا ادویہ کا اصل مقصد وقتی آرام ہوتا ہے۔ کیونکہ مریض کو جو ذہنی و جسمانی عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ ان میں وقتی آرام ضروری ہوتا ہے۔۔۔ لوگ آسان طریقہ سمجھ کر ان ادویہ کے عادی ہو جاتے ہیں۔ دوسری ادویہ کی طرح ان کے بھی مضر اثرات ہوتے ہیں، آنتوں میں بل پڑنے سے اسہال ہو کر جسم میں پانی کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح آنتوں کے ریشوں و عضلات کو نقصان ہوتا ہے۔ پھر قبض کی ادویہ ہمیشہ معالج کے مشورہ سے لیں۔ پھر قبض کا علاج سب کے لیے ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ ابتدا میں اور ہلکی قبض میں حجم بڑھانے والی ادویہ مثلاً آٹے کی بھوسی و بغیر چھنا آٹا کھائیں، غذا میں پھل سبزیاں ریشہ سمیت، ساگ پات، شلجم، گھیا، توری، ٹینڈا، کدو، کریلا کھائیں اور اسپغول چھلکا دو چمچ نیم گرم دودھ میں ملا کر رات سونے سے قبل استعمال کریں۔ اگر آنتوں میں حرکت دودیہ سست ہو تو ''ترپھلہ'' اور ہڑڑ سیاہ کے مربہ کا استعمال مفید ہے۔ آنتوں کی حرکت چست رکھنے کے لیے روزانہ ریشہ ۲۶ گرام غذا میں استعمال کریں اور آٹھ دس گلاس پانی پی لیں۔ ورزش بھی قبض میں مفید ہے۔ ورزش سے اعصاب کو طاقت ملتی ہے۔ غذا کے اخراج کا عمل تیز ہوتا ہے اور آنتوں کو حرکت و تحریک ملتی ہے، رات کھانے کے کم از کم دو گھنٹہ بعد سوئیں۔ آنتوں میں خراش پیدا کرنے اور فضلے کو نرم کرنے والی ادویہ کا استعمال ہمیشہ معالج کے مشورے سے کریں۔ آنتوں کی خشکی کی صورت میں گلقند، اسپغول، روغن بادام، روغن زیتون کا استعمال مفید ہے۔ طب مشرقی میں ہڑڑ، سقمونیا، ہلیلہ کا صدیوں سے قبض کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ اب تو مغرب میں بھی ان سے ادویہ بن چکی ہیں۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدرد سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-37803520

قارئین ہفت روزہ ''اہل حدیث'' ایجنٹس ہولڈرز کی خدمت میں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!!..... گزارش ہے کہ متعدد مرتبہ بذریعہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' آپ کو مطلع کیا گیا ہے کہ روز بروز بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر یکم جنوری 2016ء سے سالانہ زرتعاون -/600 روپے کیا جا رہا ہے۔ آپ کی مسلکی حمیت اور جماعتی وابستگی سے توقع ہے کہ آپ حسب سابق اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔ محکمہ ڈاک نے منی آرڈر رجسٹری اور VPL کے نرخوں میں اضافہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے آپ پر مزید مالی بوجھ بڑھ رہا ہے۔ لہٰذا آپ کو اس زحمت سے بچانے کے لیے اومنی UBL اکاؤنٹ نمبر کا اجراء کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے رقم منتقل کرنے کی صورت میں آپ کو کوئی اضافی خرچہ نہیں پڑے گا..... اکاؤنٹ نمبر نوٹ فرما لیں اور زرتعاون بھیج کر موبائل فون پر اطلاع کر دیں۔ نیز یکم جنوری 2015 سے پہلے پہلے رقم بھیج کر موجودہ زرتعاون سے فائدہ اٹھائیں۔ والسلام! (ادارہ)

اکاؤنٹ UBL نمبر 0321-4332168

پاکستان کی طرف سے بھارت سے کرکٹ کے لیے منت سماجت کا رویہ شرمناک ہے۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار نے بنگلا دیش اور بھارت کے بارے میں حالیہ بیان قومی امنگوں کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ پاکستان کی طرف سے بھارت سے کرکٹ کے لیے منت سماجت کا رویہ شرمناک ہے۔ مرکزی دفتر میں کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ شہریار خان اور خورشید قصوری سے تضحیک آمیز سلوک کے بعد پاکستان کو احتجاجاً بھارت سے ہر قسم کے کھیل کا بائیکاٹ کر دینا چاہیے۔ کسی تیسری جگہ بھی نہیں کھیلنا چاہیے۔ وزیر داخلہ چودھری نثار علی خاں نے بزرگ بنگلہ دیشیوں کیخلاف ہونیوالی کارروائی ہمدردی کا اظہار حوصلہ افزا ہے تاہم انہیں چاہیے کہ وہ اسے قومی خارجہ پالیسی کا حصہ بنائیں۔ بنگلہ دیش میں انسانیت کے قتل پر حکومت کو خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ بنگلا دیش کے ان عظیم لوگوں کا مقدمہ یو این او، او آئی سی اور سارک کانفرنس میں اٹھانا چاہیے۔ ہم بنگلا دیش حکومت کے ظالمانہ اقدامات کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ بنگلہ دیش حکومت کی متعصّبانہ پالیسی کیخلاف دنیا میں کہیں سے کوئی آواز بلند نہ ہونا افسوس ناک امر ہے۔ اگر پاکستان کی جانب سے بنگلہ دیش میں 45 سال قبل کے مقدمات کے ٹرائل شروع ہوتے ہی احتجاج کا سلسلہ شروع ہو جاتا اور حکومت اقوام متحدہ، او آئی سی، سارک تنظیم اور دوسرے عالمی و علاقائی تعاون کے اداروں سے رجوع کر لیتی تو شاید بنگلہ دیش حکومت پر عالمی دباؤ پڑنے سے وہاں اپوزیشن لیڈروں کو تختہ دار تک لے جانے کی نوبت ہی نہ آتی۔ بھارت کے ساتھ ساتھ بنگلا دیش کی پاکستان سے دشمنی کا رویہ قابل مذمت ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے مزید کہا کہ بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے حسینہ واجد کی موجودگی میں کہا تھا کہ وہ مکتی باہنی کی پاکستان توڑنے کی تحریک میں عملاً حصہ لے چکے ہیں۔ انکے اس بیان کے بعد تو اس بارے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی تھی کہ مکتی باہنی کی تحریک درحقیقت بھارت کی پاکستان توڑنے کی تحریک تھی۔ اب وہ اپنے بزرگ شہریوں کو بھی 1971ء والی پاکستانیت پر موت کی سزائیں دلوا کر پاکستان سے اپنی نفرت کا اظہار کر رہی ہے۔ ایسے عالم میں وزارت داخلہ کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ کو بھی دوٹوک انداز میں اپنا موقف واضح کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے عزائم خطرناک ہیں، پاکستان نے بھارت کے ساتھ تعلقات کی بہتری کیلئے ہر قدم اٹھایا لیکن بھارت کا ہر قدم پاکستان کی دشمنی میں اٹھایا جاتا ہے۔

بہار کے انتخابات میں مودی کو نہیں انتہا پسندی کو شکست ہوئی مذہبی انتہا پسندی ہر معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے بہار کے انتخابات میں مودی کو نہیں انتہا پسندی کو شکست ہوئی، مذہبی انتہا پسندی دنیا کی کسی بھی معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے۔ مذہبی انتہا پسندی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے والے ظالم ہیں۔ ریاست مدینہ ہمارے لیے رول ماڈل ہے جہاں ہر شہری کو آئینی حقوق کے ساتھ مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اس امر کا اظہار انہوں نے علماء کے وفود سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انصاف کی عدم فراہمی اور جینے کا حق چھیننا بھی انتہا پسندی کو جنم دیتا ہے۔ شدت پسند تنظیموں کا وجود اکثر اوقات کسی جبر کا ردعمل بھی ہوتا ہے۔ آزادی انسان کا بنیادی حق ہے، آج کشمیر اور فلسطین میں لوگوں کو آزادی میسر نہیں ہے وہ ریاستی جبر کا نشانہ بن رہے ہیں، ایسے ماحول میں ردعمل بھی پیدا ہوگا اور لوگ مذہبی انتہا پسندی کی طرف جائیں گے۔ اس لیے ہمیں تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس ضمن میں علماء اور لیڈران اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں ناکام رہے ہیں۔ پاکستان کے شہریوں کو ہر قسم کی مذہبی، مسلکی اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ فوج نے دہشتگردوں کے خلاف جس طرح بھرپور آپریشن کیا اسی طرح پاکستانی معاشرے میں روز بروز بڑھتی مذہبی اور فرقہ وارانہ انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے ریاست کو بھرپور اور سخت اقدامات کرنا ہوں گے، اس قسم کے انتہا پسند عناصر جو اپنے مذموم مقاصد کے لیے مذہب کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں، ان سے مذہب کو بازیاب کرائیں اور کھلم کھلا دست برداری کا اعلان کریں۔

مولانا پروفیسر شہاب الدین المدنی فی ذمۃ اللہ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

25 نومبر بروز بدھ دینی و جماعتی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن وملال کے ساتھ سنی و پڑھی جائے گی کہ حضرت مولانا پروفیسر شہاب الدین المدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی) امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد جموں وکشمیر حرکت قلب بند ہونے سے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!..... آپ حضرت مولانا محمد یونس اثریؒ کے بڑے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی امارت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر میں بڑی متحرک اور فعال کردار ادا کرتی رہی تھی۔ آپ کی وفات سے جماعت ایک جید عالم دین سے محروم ہوگئی ہے۔ مرحوم کی نماز جنازہ 4 بجے یونیورسٹی گراؤنڈ مظفر آباد میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں دینی' سیاسی وسماجی شخصیات کے علاوہ جماعتی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور بعد ازاں مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ ان کی وفات پر امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر' ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم' رانا محمد شفیق خاں پسروری ایڈیشنل سیکرٹری جنرل' حافظ بابر فاروق رحیمی سیکرٹری مرکزی سیکرٹریٹ' مدیر اعلیٰ ''اہلحدیث'' بشیر انصاری نے اپنے تعزیتی بیان میں گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور جملہ لواحقین سے تعزیت کے ساتھ صبر جمیل کی دعا کی۔ دعا ہے کہ رب ذوالجلال ان کی بشری لغزشیں معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن التر کی سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی کی پاکستان آمد

ڈاکٹر عبداللہ التر کی سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی پاکستان آمد پاک سعودی تعلقات میں استحکام کا باعث ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار حافظ مقصود احمد امیر مرکز کی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد نے ایک اجلاس میں گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ شرکاء اجلاس میں چوہدری محمد یوسف سلفی ناظم، قاری ظہیر احمد ہزاروی سینئر نائب ناظم، حافظ محمد الیاس چوہدری نائب امیر، ڈاکٹر محمد انور نائب امیر، مولانا عبدالرؤف نائب امیر، حافظ عبدالرشید ناظم مالیات، ایم این اے سلفی ناظم رابطہ اور چوہدری محبوب احمد ناظم اعلیٰ شامل تھے۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت ڈاکٹر عبداللہ التر کی سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ پاکستان میں تشریف لا رہی ہے۔ رابطہ عالم اسلامی دنیا بھر میں مسلم اقلیات اور انسانی حقوق کی زبردست نمائندگی کر رہا ہے۔ عالم اسلام کا یہ واحد ادارہ ہے جس کے اسٹیج پر امت مسلمہ کے اسکالرز اور دینی شخصیتیں جمع ہوتی ہیں۔ ہم ڈاکٹر التر کی کی آمد پر ان کا زبردست استقبال کریں گے اور دعا گو ہیں کہ ان کی پاکستان میں تشریف آوری پاک سعودی تعلقات اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز کے حل کے لیے مثبت اور بہت مؤثر ہوگی۔ (ایم این اے سلفی' میڈیا سیل اسلام آباد 0300-5317158)

تزکیہ جات کے حصول کے لیے پالیسی سرکلر

سعودی جامعات کے تزکیہ کے حصول کے سلسلہ میں یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ضلعی وشہری امراء وناظمین زیادہ احتیاط سے کام نہیں لیتے اور ہر طالب تزکیہ کی فرمائش پر سفارشی خط لکھ دیتے ہیں' یہ مناسب نہیں۔ کثیر تعداد میں تزکیات کا اجراء اور غیر مستحق افراد کو تزکیات جاری کرنے سے جماعتی تزکیہ کی قدر و قیمت کم ہوتی ہے اور دوسرے جماعتی نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے آئندہ تزکیہ کے لیے سفارشی خط لکھنے سے پہلے کم از کم درج ذیل امور کے بارے میں اچھی طرح تسلی کر لیں: ☆ یہ کہ طالب تزکیہ اور اس کے خاندان کی وابستگی صرف مرکزی جمعیت اہل حدیث سے ہے کسی اور تنظیم سے نہیں۔ ☆ اس کی تعلیمی اہلیت کم از کم عالیہ یا بی اے/ بی ایس سی ہے۔ ☆ البتہ حفظ قرآن کے ساتھ ایف اے کی سند بھی قابل قبول ہوسکتی ہے لیکن ترجیح حفظ کے ساتھ بی اے/ بی ایس سی کی سند ہے۔ والسلام!

(بحکم امیر محترم) حافظ بابر فاروق رحیمی..... ناظم مرکزی سیکرٹریٹ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

خطبہ جمعۃ المبارک

جامع مسجد طیبہ اہلحدیث چک نمبر 47/E.B میں حافظ محمد زکریا یزدانی نے پڑھایا بعنوان (قیمتی موتی) یعنی خوف خدا سے نکلنے والے آنسو' یزدانی صاحب نے کہا کہ ہر انسان کبھی نہ کبھی اپنی ان انمول آنکھوں سے آنسو گرا دیتا ہے۔ اللہ رب العزت سے ڈر کر رونے والے شخص کے آنسو یقیناً (قیمتی موتی) بن جاتے ہیں جن کی قدر اللہ رب العزت کے ہاں بہت زیادہ ہے اور اس کا بدلہ (جنت) ہے۔

منجانب: شعبہ نشر واشاعت تحصیل عارفوالہ

اہل حدیث کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث دیونہ ضلع گجرات کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد محمدی اہلحدیث دیونہ گاؤں میں 19 دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء اہل حدیث کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مولانا طارق محمود یزدانی' مولانا سید سبطین شاہ نقوی' شیر پنجاب مولانا منظور احمد' مولانا بنیامین عابد خطابات فرمائیں گے۔ ان شاءاللہ!

منجانب: مرکزی جمعیت اہل حدیث و AYF دیونہ

مبارک باد

مرکزی جمعیت اہل حدیث گوجرہ کے رہنما میاں خالد فاروق مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ پر وارڈ نمبر 16 سٹی گوجرہ سے کونسلر بلدیہ گوجرہ منتخب ہوگئے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے رہنماؤں ڈاکٹر حسن محمد' مولانا عبدالقادر عثمان' ملک محمد اسلم آزاد' میاں محمد افضل' محمد سرفراز حسن' اہلحدیث یوتھ فورس گوجرہ کے صدر ملک محمد ارشد نے انہیں دلی مبارکباد دی ہے۔

منجانب: محمد سرفراز حسن' ناظم نشر واشاعت تحصیل گوجرہ

دعائے مغفرت

جامع مسجد عثمانیہ اہلحدیث عارف والہ کے خطیب قاری ناصر وقار کے ماموں جان جماعت کے بزرگ ساتھی میاں محمد اشرف وٹو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! مرحوم جماعتی تڑپ اور لگن رکھنے والے صالح فطرت سلیم الطبع اور مسلک کے شیدائی تھے۔ نماز جنازہ قاری محمد حسن سلفی نے پڑھائی۔ قارئین کرام مرحوم کی مغفرت' بلندی درجات اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ رابطہ 0300-6896302

منجانب: شعبہ نشر واشاعت AYF ضلع ساہیوال

اخبار الجماعۃ

تحصیل عارفوالہ کا ماہانہ اجلاس

15 نومبر 2015ء کو مرکزی جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث کارخانہ بازار میں مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل عارفوالہ کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت قاری محمد یحییٰ صابر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع پاکپتن نے کی۔ اجلاس کا آغاز قاری محمد حنیف کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ سابقہ کارروائی راقم الحروف نے پیش کی۔ مولانا عبدالرزاق مشتاق نے کہا کہ سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ مولانا ساجد الرحمٰن نے اپنی گفتگو میں کہا کہ ہمیں اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے اور جماعتی کاموں میں زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ اجلاس میں قاری محمد یحییٰ صابر، ماسٹر علی اصغر، مولانا ساجد الرحمٰن ایم اے، مولانا عبدالرزاق مشتاق، قاری محمد یٰسین یزدانی، محمد یٰسین تبسم، محمد ناصر محمود مرتضیٰ شاکر، محمد اویس قرنی، مولانا محمد یونس عاجز، مولانا محمد رفیق انصاری، محمد بلال شہزاد، محمد بلال شاد، محمد نواز ہاشمی، محمد عثمان سلفی، محمد عابد سلیم، محمد امان اللہ مجاہد و دیگر احباب نے شرکت کی۔

منجانب: حافظ محمد زکریا یزدانی، امیر تحصیل عارفوالہ

ضرورت قاری

اگر کسی جگہ امامت وشعبہ حفظ کے لیے قاری صاحب کی ضرورت ہو تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

0308-3524341

ضرورت رشتہ

ایک لڑکا جس کی عمر 30 سال (پہلی بیوی کو طلاق دے دی) کو بیوہ یا مطلقہ کا رشتہ درکار ہے۔ برادری کی کوئی قید نہیں، پہلی بیوی سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ خواہشمند حضرات رابطہ فرمائیں۔

محمد اسماعیل حلیم: 0302-7149297

محمد یونس سیف: 0300-7231417

اچھے رشتے کیوں نہیں ملتے.....؟!

والدین کی رائے پر مبنی فیچر دسمبر 2015ء علم وآگہی کے شمارے میں ملاحظہ کریں۔ آپ بھی اپنی رائے دے سکتے ہیں۔

طارق اکیڈمی/ ماہنامہ علم وآگہی، سلیمی چوک فیصل آباد

خطبہ جمعۃ المبارک

20 نومبر کا خطبہ جمعہ جامع مسجد قباء اہل حدیث 65/E.B روڈ محلہ مظفر آباد میں قاری محمد یعقوب طاہر نے پڑھایا، انہوں نے کہا کہ ہمیں معاشرہ کی اصلاح کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

منجانب: قاری محمد یٰسین یزدانی، مدیر جامع مسجد ہذا

ضرورت قاری

مرکز تعلیم القرآن خالد نگر پل 18 جیڈی جبوکہ روڈ اوکاڑہ کے شعبہ حفظ القرآن کے لیے تجربہ کار اور محنتی قاری کی ضرورت ہے۔ مشاہرہ حسب لیاقت ہوگا۔

رابطہ: قاری مظہر اقبال 0345-1416700

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لاالٰہ الااللہ

یکے از مطبوعات جامعہ شرعیہ، ٹوبہ

ماہنامہ التوحید

1/11

محرم الحرام 1437ھ نومبر 2015ء

مدیر: برق التوحیدی

بدیر آید درست آید ، سانحہ منیٰ	برق التوحیدی
محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ کی خدمت میں	ابنِ آمنہ
مسائل ودلائل	برق التوحیدی
امام ذہبیؒ اوران کے مآثرِ علمیہ قسط نمبر 31	ابوالحسنین توحیدی

سالانہ زرتعاون ..... -/500 روپے فی پرچہ ..... -/50 روپے

دفتر: جامعہ شرعیہ شورکوٹ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ
فون: 0301-7297173 046-2510471

ذات، برادری کی مصیبت.....مسلک اور فرقے کی مجبوری ..... بیٹی زیادہ تعلیم یافتہ ہے.....رنگ.....قد.....مالی حالات.....استخارہ ٹھیک نہیں آرہا.....جیسی پریشانیوں سے نمٹنے کیلئے.....والدین، شادی شدہ جوڑوں اور جوان بیٹے، بیٹیوں کے خیالات، تجربات اور آپ بیتیوں پر مشتمل ایک گائیڈ بک.....

ماہنامہ علم وآگہی کا خصوصی نمبر

''اچھے رشتے کیوں نہیں ملتے.....؟''

حاصل کرنے کے لیے خط لکھیں.....فون کریں۔

اپنا نام/ پتہ ٹیکسٹ کریں اور فری حاصل کریں۔

طارق اکیڈمی/ ماہنامہ علم وآگہی سلیمی چوک، فیصل آباد پاکستان

Email:ilmoagahi74a@yahoo.com Ph:0092-41-8715768,8546964

امن سیمینار

پچھلے دنوں پاکستان علماء امن کمیٹی ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام بلدیہ ہال ساہیوال میں امن سیمینار منعقد ہوا جس میں تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی نمائندگی کے لیے امیر ضلع حافظ محمد ظفر اللہ خاں' ناظم ضلع قاری اظہار احمد خاں بلوچ اور ضلعی نائب امیر قاری محمد حسن سلفی نے شرکت کی۔ امن کمیٹی ضلع ساہیوال کا صدر مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ضلعی ناظم قاری اظہار احمد خاں کو بنایا گیا' امیر ضلع حافظ محمد ظفر اللہ خاں نے اعلان کیا کہ امن سیمینار کے شرکاء کی میزبانی مرکزی جمعیت اہل حدیث کرے گی۔

رپورٹ قاری محمد حسن سلفی' جنرل سیکرٹری AYF ضلع ساہیوال

تنظیمی دورہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع پاکپتن کے ناظم مولانا قاری محمد یعقوب طاہر' سینئر نائب ناظم قاری سید عمر فاروق شاہ' قاری محمد بلال عزیزی اور قاری غلام مصطفیٰ تنظیمی دورہ پر ساہیوال پہنچے' مرکزی جامع مسجد طوبیٰ اہلحدیث 134/9-L ساہیوال میں اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال کے جنرل سیکرٹری قاری محمد حسن سلفی نے پرتکلف عشائیہ دیا اور تنظیمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ بعد ازاں وفد نے گلشن حمید میں جامع مسجد حبیب اہل حدیث اور صابر کالونی میں جامع مسجد قباء اہل حدیث کا دورہ کیا اور احباب جماعت سے ملاقات کی۔

قاری محمد شبیر انجم' ناظم اطلاعات ونشریات AYF ضلع ساہیوال

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

گولڈن

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

0300-6430739
055-4213430

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعائیت

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کو الیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

جوھر نایاب

جدید طبی ریسرچ

مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوھر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ کے قلم سے

بیٹی کی شان وعظمت

مُصیبتوں سے کیسے نمٹیں؟

کتاب کے چند اہم عنوانات

- اللہ تعالیٰ کا بیٹیوں کا ذکر بیٹوں سے پہلے کرنا
- بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہونے کا کافروں کی صفات میں سے ہونا
- نیک بیٹیوں کا ثواب اور اُمید میں بیٹوں سے بہتر ہونا
- بیٹیوں کا محسن باپ کے لیے دوزخ کے مقابلہ میں رکاوٹ بننا
- دو بیٹیوں کے سرپرست کو روزِ قیامت رفاقتِ نبوی ﷺ میسر آنا
- بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے وجوب جنت
- بیٹی کی رضامندی کے بغیر نکاح کا نہ ہونا
- نبی کریم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ میں بیٹی کا مقام

اعلیٰ گولڈن جلد

رعائتی قیمت -/180 روپے

اس کتاب میں

کتاب وسنت اور سلف صالحین کی سیرت کی روشنی میں

حسب ذیل (4) سوالات کے جواب دینے کی توفیق الٰہی سے کوشش کی گئی ہے۔

- مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟
- مصیبتوں کے آنے سے پہلے کیا کریں؟
- مصیبتیں آنے کے بعد کیا کریں؟
- مصیبتوں کے ختم ہوجانے کے بعد کیا کریں؟

رعائتی قیمت -/100 روپے

◉ عمدہ امپورٹڈ کاغذ ◉ معیاری طباعت ◉ خوبصورت سرورق

رعائتی قیمت -/400 روپے

ملنے کے پتے

دارالنور اسلام آباد

0335-5666876
0321-5336844

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ◉ غزنی سٹریٹ ◉ اردو بازار ◉ لاہور

کتاب منگوانے کے لئے رابطہ نمبر

Ph: 042-37230585 , Cell: 0321-4460487
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء واضح کرتا ہے کہ ایک وقت میں مرض ہمیشہ ایک عضو رئیس کے خلیوں میں ہوتا ہے باقی اعضائے رئیسہ کے خلیات میں اُسکے اثرات ہوتے ہیں۔ علاج بھی اُسی بیمار عضو کا ہونا چاہیے کامیاب علاج کیلئے بیک وقت تین طریقے اپنانے ہوتے ہیں پہلا یہ کہ علاج باالتدبیر کیا جائے یعنی جسمانی اور نفسیاتی طور پر مناسب ماحول مہیا کیا جائے دوسرا یہ کہ موافق غذا سے بیمار عضوِ رئیس کی نشوونما کی جائے۔ تیسرا یہ کہ موافق مفردات، مرکبات سے بیمار عضوِ رئیس کی حالتِ تسکین کو حالتِ تحریک میں لاکر صحت بحال کی جائے چنانچہ اسی طریق پر درج ذیل 15 روزہ کورسز تیار کیے ہیں اِن سے شفاء کاملہ وعاجلہ ہوگی انشاء اللہ۔

میرا طبی پسِ منظر یہ ہے کہ فاضل الطب والجراحت مستند درجہ اوّل ہوں 2 ایوارڈ اور 1 گولڈ میڈل لے چکا ہوں طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں مختلف دواساز اداروں کا ناظم اعلیٰ اور مختلف اجتماعات پر بطورِ حکیم بے شمار مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ میرے تیار کردہ طبی کورسز میں کوئی نشہ آور کوئی زہریلی کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے۔

جس لیبارٹریز سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

اعضاء کا پھٹنا	پتھری	شوگر	گنگرین	بے اولادی	کمر درد	دبلا پن	ہیپاٹائٹس
کالی کھانسی	سکسل لبول	اولادِ نرینہ	بواسیر	وجع المفاصل	صفحہ وکزاز	بال سفید ہونا	استسقاء
چیچک	سوکڑا	بول بستری	خونی پیشاب	تحجر المفاصل	مہرے ہل جانا	بال چر	کمی ہارمونز
آنتوں کے زخم	چنبل	بولنا بند ہونا	امراض مردانہ	گیٹھیا	الرجی	بال گرنا	ہیموفیلیا
سنگ ہنی	موٹاپا	تقطیر البول	امراض زنانہ	نقرس	برص	گنجا پن	کمی حیوانات
خروج الاعضاء	اوجاعی	پراسٹیٹ گلینڈز	اٹھرا	عرق النساء	رسولیاں	کمی خون	عنانت

کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں
ملاقات کرنے کیلئے فون پر پہلے وقت لے لیں

میزان بینک سیونگ اکاؤنٹ نمبر
70010101053034

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
03457545119 9

شناختی کارڈ نمبر
35103-1466875-3

رابطہ نمبر
0345-7545119
0313-7545119

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پتوکی ڈویژن لاہور Email:hakeemkarimbhti@hotmail.com

مساجد، مدارس، سکولوں اور گھروں میں قرآن مجید پڑھانے والے تمام حفظ و ناظرہ کے اساتذہ کرام کے لیے

تربیتی ورکشاپ

تربیتی عناوین

1 تدریس کے چند بنیادی اصول جن کا جاننا ہر استاذ کے لیے ضروری ہے۔

2 مکمل قاعدہ پڑھانے کا جدید اور منفرد طریقہ جس میں ہر تختی کے متعلق نئی معلومات اور نیا انداز۔ نیز مکمل قاعدہ بالاختصار پڑھانے کا طریقہ۔

3 ناظرہ قرآن مجید حفاظ کی طرح روانی سے اور تھوڑے وقت میں پڑھانے کا جدید طریقہ۔

4 ناظرہ کے 100 سے زائد طلبہ کو صرف 40 منٹ میں سبق پڑھانے ہی نہیں بلکہ یاد کروانے کا جدید طریقہ۔

5 حفظ القرآن کے بچوں کو سبق یاد کروانے اور سننے کے 12 نکات۔

6 سبقی پارے کے متعلق بہترین اور جدید رہنمائی۔

7 حفاظ کی منزل سننے اور یاد کروانے کے 10 طریقے۔

8 استاذ پہلی بار کوئی کلاس پڑھانا شروع کرے تو کیسے کرے۔

9 استاذ اپنی عزت بچوں، والدین اور انتظامیہ میں کیسے برقرار رکھ سکتا ہے۔

10 بچوں کی تربیت کے چند اسلوب۔ تجوید کے چند قواعد اور عملی مشق۔

نوٹ ضلعی اور تحصیلی سطح پر جو احباب درج بالا ورکشاپ کروانا چاہتے ہیں وہ ان نمبرز پر رابطہ کریں۔

0300 - 7104781 - 0300-7982977

قاری **عبدالقیوم** مدیر مرکز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ 204/R.B کینال روڈ فیصل آباد

گروپ کیساتھ عمرہ ادائیگی پیکج 21 یوم

107000 روپے

روانگی یکم جنوری 2016

الحمد للہ

عمرہ بکنگ شروع

گورنمنٹ سے منظور شدہ علاقہ بھر کا سب سے پہلا ادارہ جو 25 سال سے آپکی خدمت میں مصروف عمل ہے

فوری بکنگ کروائیں

بہترین ٹرانسپورٹ

قریب ترین رہائش

تمام ائرلائنز کی سستی ٹکٹوں کیلئے رابطہ کریں۔

زائرین حرمین کیلئے تحائف • معلوماتی کتب حج وعمرہ • ہینڈ بیگ • تسبیح طواف

ہیڈ آفس

حافظ محمود احمد قاسم 0300 4236407
حاجی ڈاکٹر محمد نعیم 0333 4194280
انعام اللہ ربانی 0301 4966505

بالمقابل لیڈیز ہیلتھ سنٹر
فاروق آباد
056 3877266

برانچ آفس

محمد یحییٰ مدنی 0333-0321 6662422
میاں سنٹر بالمقابل ایم سی بی بنک
ستیانہ روڈ جھال فضل آباد
041-8557315-16

برانچ آفس

قاری فاروق تبسم 0301 6837566 0334 4356170
حافظ عبدالسلام ماہر شعبہ تعمیرات 0300 6596539
محمد سعید احمد 0301 6814942
زبیر سپرے سنٹر بالمقابل علی میرج ہال کھڈیاں خاص

ALHUNAIN PRINTERS FAROOQABAD 0332 4027740 eMAIL: alhunain94@gmail.com

A product of **BMA** Pharma

BMA
Since 1952

MAJOON KABEER (ZAFRANI)

لیجئے

جسم میں تازگی وتوانائی
کی اک نئی لہر

معجون کبیر (زعفرانی)

Revitalizer, Aphrodisiac

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب واعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے

نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیا رنگ

BMA Pharma (Herbal)
1.5 km. Faisalabad Road Okara.
Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205

BMA
Since 1952

Weekly **AHL- E - HADITH**

106, Ravi Road Lahore (54000)

E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org

CPL No 116

Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257

Paigham T.V:
042-37722876